بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد ایک رسالہ موسومہ بہ **الاحقاق** مسئلہ الطلاق مؤلفہ جناب مولوی **عبد الوہاب** صاحب سرہندی بہاری کا میری نظر سے گذرا من اولہا الی آخرہا دیکھا تو محض نرے جوڑ بخیہ پایا اگرچہ مولف کے اور اُن کے ہم خیال حضرات کے مجالس وہ کچھ بھی ہو مولف نے بڑی دریدہ دہنی اور بیباکی سے اُن بزرگان دین اور اُن کے متبعین پر جو کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کے واحد رجعی ہونیکے قائل و عامل و مفتی ہیں الزام ارتکاب گناہ کبیرہ زنا کا عائد کیا ہے اور ذرا بھی خیال نہیں کیا کہ یہ بول ہماری کہاں تک جا پہونچی کمبخت آندھی تقلید کی مٹی خراب ہو۔ اسکی بدولت اہل تقلید عائد کہاں تک پہونچ جاتے ہیں الامان الامان یا حفیظ اگرچہ اس رسالہ الاحقاق کے چھپنے کے پہلے ہی اس ناچیز نے ایک مبسوط رسالہ اسی مسئلہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کی تحقیق میں بجواب رسالہ **الغیاث** مولفہ مولوی **ابو النصر** صاحب گیلانوی بہاری کے لکھ چکا ہے اور اُس میں غالباً مولوی عبد الوہاب کے اس رسالہ **الاحقاق** کا بھی کافی جواب ہے مگر چونکہ اس رسالہ میں بطور خود انھون نے سخن سازی کی ہے اور اپنے دانست میں ایک لاجواب رسالہ تحریر خیال کیا ہے بلکہ اس بات کو انھون نے اپنے بعض شاگردون سے بیان بھی کیا ہے کہ یہ ایک لاجواب تحریر ہے ہمارے مخالفین اس کا کیا جواب لکھین گے خیر اس سے مجھے کوئی بحث نہین۔

ور رواج اُن اشخاص طلاق دہندگان کے استعمال کیا گیا ہے اُن کا یہی دستور
تھا کہ جب وہ اپنی بی بی کو طلاق دیتے تو ایک طلاق دیکر چھوڑ دیتے اور وہ عورت
عدّت گذارنے لگتی جب عدّت پوری ہونے کو ہوتی تو وہ رجوع کر لیتے پھر کچھ روز
بے خرخشہ آپس مین اوقات بسر کرتے پھر کچھ روز بعد بگڑ بیٹھتے اور طلاق دیدیتے
پھر وہ غریب عورت عدت گذارنے لگجاتی جب عدت پوری ہونے کو آتی تو پھر رجوع کر لیتے
اس مین اُن عورتوں بیچاریوں کا ناک مین دم تھا سخت پریشان تھین تو اللہ رب العالمین
نے محض شفقتاً علی النسا آیۃ اُتاری کہ طلاق رجعی جس مین شوہر اُس عورت مطلقہ
سے رجوع کر سکتا ہے صرف دو ہی مرتبہ ہے اگر بعد اس دو مرتبہ کے تیسری مرتبہ
مع التراخی و مہلت حسب دستور رواج اپنے دیگا تو اب وہ عورت اُس مرد
طلاق دہندہ کے لئے بغیر حلالہ کے ہرگز درست نہین ہوگی اس کو خوب کان
کھول کر سن لین باقی رہی یہ بات کہ اگر طلاق دہندہ بالا رسال یعنی تینون طلاقین
جن مین مہلت و تراخی نہایت ضرور تھی) ایک ہی جلسہ مین بلفظ واحد انت طالق
ثلٰثا یا انت طالق انت طالق انت طالق کرکے دے تو ان دونون صورتون کی
حکم سے قرآن پاک ساکت ہے اللہ پاک نے انمین کوئی حکم نہین بیان کیا
پورا تیس پارہ کلام اللہ کا موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے مؤلف الاعتقاق
اسکا انکار کرین تو اُس آیت کو جس مین یہ حکم صاف و صریح لفظون مین ہو دکھلاوین
اس کے ماننے مین کسیکو عذر کا ہرگز موقع نہوگا ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین
فقط اپنی چہ میگوئی ان کی تشفی وہ جانب مخالف کو ان سے نہین ہوگی ہان نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے البتہ ایسی صورت خاص مین حکم واحد رجعی کا نافذ فرمایا ہے جیسا کہ

ہر کس بخیال خویش خبطے وارد والا مضمون ہے چونکہ حضرت سلف علیہ الرحمہ پر انھون نے لب کشائی کی ہے اور اُن کی شان ارفع مین ناگفتہ بہ الفاظ استعمال کئے ہین بنا بر بخیال حدیث انصر اخاک ظالما و مظلوما اس رسالہ **اظہار الشقاق لمواہب الاحقاق** کی تحریر کیطرف توجہ کی گئی کہ بیچارے ناواقف لوگ اُن کی اس تحریر سے دھوکہ مین آکر اُن کی ہی ایسی نہ گانے لگین اور اپنی عاقبت مفت برباد کرین وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب اور اُن کے قول کو قولہ اور اپنے جواب کو اقول کر کے لکھتا ہون **قولہ** ص۳ سطر۱ صورت مسئولہ عنہا مین تین طلاق مغلظہ واقع ہون گی جس کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت بغیر حلالہ کے زوج اول کے عقد نکاح مین نہین آسکتی ہے دلیل اس بات پر عموم آیہ قرآنیہ ہے قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ الایہ **اقول** صورت مسئولہ عنہا مین طلاق ثلاثہ واقعہ بجلسہ واحدہ مغلظہ نہین واقع ہو گی بلکہ واحد رجعی واقع ہو گی مؤلف صاحب نے محض ناسمجھی سے اسکے مغلظہ ہونے کا فتویٰ لکھا ہے آیت قرآنیہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ الایہ اُن کے دعوی کی ہرگز ہرگز دلیل نہین ہو سکتی اسواسطے کہ آیت شریفہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایقاع طلاق مین مہلت و تراخی بین الطلاقین نہایت ضروری امر ہے جبھی جناب باری عز اسمہ لفظ مرتان کو استعمال فرمایا اور یہ حسب دستور

عہ لہ اور لفظ مرۃ کا مہلت و تراخی ہی کے موقع میں استعمال کیا جاتا ہے اسکی شہادت خود قرآن پاک میں کئی جگہ موجود ہے منجملہ انکے ایک جگہ یہ ہے یا ایہا الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلاث مرات (۱) من قبل صلوٰۃ الفجر (۲) وحین تضعون ثیابکم من الظہیرۃ (۳) ومن بعد صلوٰۃ العشاء ثلاث عورات لکم الخ یہ تینون وقتون کا تراخی صاف موجود ہے اسکا انکار ایک بدیہی امر کا انکار ہے اور علامہ سندھی حنفی نے بھی مرتان کا یہی معنی بیان کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں معناہ التطلیق الشرعی تطلیقہ بعد تطلیقہ علی التفریق دون الجمع والارسال مرۃ واحدۃ ولم یرد بالمرتین التثنیۃ ومثلہ قولہ تعالیٰ ثم ارجع البصر کرتین ای کرۃ بعد کرۃ لا کرتین اثنتین حاشیہ نسائی کتاب الطلاق صفحہ ۹۹ ج ۲

ابن عمرؓ کے بعد نازل نہین ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ وہ حکم رجعت جو ابن عمرؓ کو دیا گیا تھا بہت ٹھیک و درست نافذ کیا گیا تھا علاوہ براین اسی حکم طلاق ثلاثہ واقعہ بجلسہ واحدہ کے واحد رجعی ہونے پر تمام عہد نبوی مین تا زمان رحلت شریف از دنیا عمل درآمد رہا بعد ازان کل عہد صدیقی مین بھی تا زمان رحلت حضرت صدیقؓ اسی پر عمل رہا اس کے بعد حضرت عمرؓ کے زمان خلافت مین بھی تین برس تک برابر اسی پر عمل رہا اور کسی نے چون و چرا نہین کیا تعجب ہے کہ سارے صحابہ چپ چاپ کان مین تیل ڈال کر بیٹھے رہے کسی نے لب تک نہین ہلایا علانیہ ارتکاب زنا ہوتا رہا اور سب یہ تماشا بیٹھے دیکھا کیے واقعی بڑے تعجب کی بات ہے ہان اتنی بات ضرور ہوئی ہے کہ تینون طلاقین اکٹھی دینے والون پر غیظ و غضب البتہ کیا گیا ہے مگر ان کی بیبیان ان پر حلال رہین حرام نہین کی گئین حلالہ کی نوبت نہین آئی مولف الاحقاق اس کا انکار کرین تو خاص حکم نبوی اس مسئلہ تغلیظ مین دکھلا دین اور داد لین حکم نبوی اور حکم صدیقی کے مقابلہ مین دوسرے افراد امت کے اجتہادات کو کالوحی منزل من السماء ماننا واقعی اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا مصداق بننا ہے۔ حضرت عمرؓ کا ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لهم فیه اناة فلو امضیناه علیهم فامضاه فرمانا صاف کہہ رہا ہے کہ ایقاع طلاق مین تراخی ضروری چیز ہے جب لوگون نے ترک تراخی کیا تو یہ حکم انھون نے از خود حسب ارادہ لو امضیناہ کے مصلحۃً للوقت نافذ فرمایا اس پر کوئی دلیل قرآن و حدیث نبوی سے ان کے پاس نہیں تھی ہوتی تو فلو امضیناہ نہین فرماتے اور بعد نافذ کر دینے اس حکم کے اپنی ندامت نہین ظاہر کرتے

حضرت ابن عمرؓ نے اپنی زوجہ کو حیض کیحالت مین ایک ہی مجلس مین تینون طلاقین
لکھی دیدین آخرکار حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو وہ فوراً حضور پرنور صلّی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت بابرکت مین پہونچے اور اِس واقعہ خانہ برباد کی حضور پرنور (روحی فداہ)
کو خبر کی آپ اِس واقعہ کو سُنکر سخت افروختہ خاطر و غضبناک ہوگئے اور
فرمایا کہ عبد اللہ کو حکم کردو کہ وہ اپنی زوجہ سے رجوع کرلین اور اگر اُنکو طلاق
ہی دینا منظور رہے تو اِس عنوان سے دین کہ اِس حیض کے بعد وہ پاک ہوجائے
اور پھر دوسرا حیض اُس کو آوے اور اُس سے بھی پاک ہوجائے تو اُس طہر پاکی
مین قبل از جماع اُس کو طلاق دین یہی طلاق للعدۃ ہوگی جناب باری عز اسمہٗ کا
یہی فرمان ہے اور آیت یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ
پڑھ سنائی۔ ناظرین خیال کرین اگر مجرد ارسال ہی سے تینون طلاقین مغلظہ
واقع ہوتین اور منشا جناب باری عز اسمہٗ بھی یہی ہوتا تو پھر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ایسا صریح خلاف حکم باری دیدہ و دانستہ ہرگز وہرآئینہ نہین فرماتے
دیکھئے مہلت و تراخی بین الطلاقین کا حضور پرنور نے کسقدر خیال فرمایا کہ ابن عمرؓ
سے رجوع ہی کرچھوڑا یا ہرگز اُس طلاق فی الحیض کو معتبر نہین سمجھا اور اگر بالفرض
آپ کا وہ حکم رجعت خطائی الاجتہادی ہوتا تب بھی اللہ رب العالمین اُس
خطائی الاجتہاد نبوی کے خلاف مین بغرض اصلاح ضرور کوئی آیت نازل فرماتا
کہ یہ تمہاری اجتہادی غلطی ہے وہ تینون طلاقین جو بالارسال ایک ہی جلسہ
مین ایک ہی زبان سے دیدی گئیں تینون واقع ہوئین اور مغلظہ ہوئین اب وہ
عورت بغیر حلالہ کے اس طلاق دہندہ بالارسال کے لیئے نہین رہی یہ حکم رجعت

تو واقعی مرد میدان تھے خالی زبانی کارروائی کی جیسی وقعت عند العقلا ہے سو معلوم
زیادہ نہیں اگر کوئی حدیث نبوی مرفوع و صحیح الاسناد نقل کیے ہوتے تو خیر
ان کی بات بھی مانی جاتی لیکن بفضل الٰہی سے فقط آواز دہل ہی ہے رکانہ والی حدیث
اس کی دلیل نہیں ہو سکتی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی نسبت یہ کہنا
کہ انھوں نے جب دیکھا کہ تتابع ایقاع طلاق اور کثرت وقوع طلاق سے تینوں کا
اعتبار نہیں رہا تو طلاق ثلاث کو اپنے مدلول حقیقی پر محمول فرمایا یہ بھی محض
اپنی خانہ ساز بات ہے آپ سنیے مدلول حقیقی طلاق ثلاث کا عند الشارع
وہی ہے جو مع التراخی و مہلت عدتہا سے متعدد و متحدہ وہ ماموره شرعیہ مین
واقع کیجائین یہی وجہ ہوئی کہ جس نے آخر کار حضرت عمر جیسے عالی فہم
شخص کو اپنے ایک حکم نافذ کردہ سے رجوع کرنے پر پھیر لائی اور یہ ان سے منہ چھوڑا
کہ مجھ سے اس اجتہادی حکم کے جاری کرنے مین ضرور لغزش ہوئی اگر نفس الامر مین
مدلول حقیقی طلاق ثلاث کا وہی تھا تو پھر حضرت عمرؓ نے اظہار ندامت کیون کی کیا
یقینی امر مین بھی پس و پیش کی نوبت آتی ہے ہرگز نہین اگرچہ اطلاق ثلاث کا
لغتاً اس مجموعہ طلاق ثلاث پر بھی لاریب ہو سکتا ہے جو بطریق ارسال مجلس
واحد مین بفم واحد انت طالق ثلاثہ یا بتکرار لفظ انت طالق انت طالق انت طالق کر کے
واقع کیجائین اور یہ مدلول حقیقی لغوی ضرور ہے مگر مدلول حقیقی شرعی وہی ہے
کہ جسکا بیان ابھی گذرا اب مؤلف الاحقاق کی یہ بات کہ اس حکم پر حضرت عمرؓ کے
تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا اور سبھون نے اسکو بلا نکیر منکر تسلیم کیا سراپا اپنی
من مانی بات ہے اگر اس پر تمام صحابہ کا اتفاق ہوتا اور بلا نکیر منکر اسکو تسلیم کیے ہوتے

اور اس حکم سے رجوع نہین کرتے حالانکہ رجوع اُن کا بطریق صحیح اُن سے مروی ہے
اور اس قول سے حضرت عمرؓ کے یہ بات بھی معلوم ہوئی ایقاع طلاق مین مہلت
و تراخی بین الطلقات ایک ضروری امر تھا کہ جس کے ترک پر اور جلدی مچا دینے
پر اُن کو خلاف گذرا اور یہ حکم سیاسی غیر شرعی محض مصلحۃ للوقت بر بنا رموز سلطنت
خویش خسروان دانند نافذ فرمایا۔ جاری کرنے کو تو کر دیا مگر پھر جب قرآن وحدیث
کا خیال ہوا تو اپنے اس اجتہادی و سیاسی حکم سے رجوع کیا اور باز آئے اور اظہار
ندامت کی کیون نہین وہ تو اللہ والے تھے۔ ڈرے کہ ایک حکم ناشدہ حکم اپنی طرف
سے جاری کر دیا ہے اللہ پاک ہم سے پوچھیگا تو ہم کیا جواب دین گے پس یہی
خیال کر کے پہلے حکم اجرائے تغلیظ سے باز آئے چلئے قصہ طے ہوا اب
دوسرے افراد امت کی تاویلات و توجیہات از خود تراشیدہ کی طرف
خیال کرنا محض فضول و زیادہ ہے من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا
کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین ہمکو ہاتھ پکڑ کر اُس طرف سے
روکتا اور باز رکھتا ہے ہان یہ بات رہگئی کہ مولف الاحقاق نے یہ دعوی کیا ہے
کہ طلاق ثلث کا واحد ہونا عہدین مبارکین (نبوی وصدیقی) ونیز شروع عہد فاروقی
مین مبنی علی التاکید تھا۔ پھر جب حضرت عمر نے یہ دیکھا کہ تتابع ایقاع طلاق
اور کثرت وقوع طلاق سے تینون کا اعتبار نہین رہا تو طلاق ثلث کو اپنی
مدلول حقیقی پر محمول فرمایا جس پر تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا۔ اور سبھون نے اسکو
بلا نکیر منکر تسلیم کیا۔ سو یہ دعوی اُن کا محض بے دلیل ہے ہان اگر مولف الاحقاق
کوئی حدیث ایسی نقل کرتے جو اُن کے دعوی مبنی علی التاکید پر نص صریح ہوتی

سختی کے ساتھ مرکا فلیراجعہا ہرگز نہیں فرماتے مانا کہ ایک غلطی و چوک ان سے ہو گئی
تھی مگر اس پر یہ غیظ و غضب فرمانا باواز دہل صاف کہہ رہا ہے کہ چونکہ ایک
ضروری امر کے خلاف کا ارتکاب ان سے ہو گیا تھا اسی واسطے مبتلا بغیظ
رسول اللہ ہوئے اور رجبر ڈالا گیا کہ ضرور اس عورت سے رجعت کرلین اب
اس سے بڑھکر طلاق ثلاث واقعۃ بدفعہ واحدۃ کے واحد رجعی ہونے کا ثبوت
ہمارے مولف الاحقاق اور کیا چاہتے ہین ایک روایت مین مسلم شریف کے
صاف موجود ہے کہ ابن عمرؓ نے اپنی زوجہ حائضہ کو تینون طلاقین اکٹھی دی
تھین الفاظ حدیث یہ ہین ان ابن عمر طلق امراتہ ثلاثا وھی حائض
فامرہ ان یراجعھا یعنی حضرت ابن عمرؓ نے اپنی زوجہ حائضہ کو تینون طلاقین
اکٹھی دیں تو آنحضرت صلعم نے ان کو رجعت کا حکم دیا۔ اور ظاہر بات ہے
کہ ایک یا دو طلاقین تو رجعی ہی ہین پھر ان کے دیئے پر حضرت عمرؓ حضور پرنور
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیون دوڑے جاتے چونکہ تینون طلاقین اکٹھی
انہون نے حالت حیض مین دیں اور یہ امر الٰہی کے بالکل خلاف واقع کی
گئیں بنابر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ گھبرائے اور حضرت صلعم کو فورًا
اس کارروائی کی ان کے اطلاع دی کہ یہ تو بڑا سے موقع ہوا اپنا گھر بگڑا
جاتا ہے۔ آخر کار جب حکم رجعت کا ابن عمر پر نافذ کیا گیا تو ان کی جان میں جان
آئی کہ بگڑا گھر پھر سنور گیا۔ اور بعض روایت مین تطلیقۃ واحدۃ آیا ہے
کہ جس کے معنی بھی ایکبارگی طلاق دینے کے ہین یہ کسی روایت مین نہیں ہے
کہ انہون نے صرف ایک ہی طلاق دی تھی ہان اگر کسی روایت مین انہ طلقہا

تو آج اس تحریر جانبین کی نوبت ہی نہین آتی حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے جو
حضرت عمرؓ کے خلاف فتوی دیا ہے اُسکو تو مولف الاحقاق مانے ہوئے بیٹھے ہین اور صاف
لفظون مین لکھ ہی دیا ہے کہ گو حضرت ابن عباسؓ کا فتوی بھی جمہور صحابہ کی طرح جمہور
محققین اہل حدیث کے نزدیک ثابت ہے ناظرین الاحقاق کا صفحہ ۱۱ ملاحظہ کرین پھر
اس حکم حضرت عمرؓ پر تمام صحابہ کا اتفاق کیسے ہوا مُولف الاحقاق کی کون بات سچی ہے
اب اس کا تصفیہ ناظرین ہی کے ذمہ رہے سو بات تو اون نے بنائی تھی بہت خوب
مگر پھر بھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہین **قولہ** صفحہ ۱۱ اس آیت کریمہ سے معلوم
ہوا کہ طلاق رجعی صرف دو ہی طلاق ہے - خواہ جلسہ واحدہ مین ہو خواہ متعدد جلسون مین
طہر مین ہو یا حیض مین الخ **اقول** یہ خواہ خواہ والی تفسیر مُولف الاحقاق کی ازخود تراشیدہ
و خراشیدہ ہے خیر یہ تفسیر اُن کی میرے لیئے کوئی ضرر رسان نہین ہے مگر
تفسیر بالراے سے ہرگز خالی نہین **قولہ** صفحہ ۱۱ اگر لفظ مرتان سے جو الطلاق
مرتان مین مذکور ہے تراخی و مہلت بین الطلاقین کی ضرورت ہو اور طلاق ثلاثہ بغیر
تراخی و مہلت غیر مغلظ اور غیر موثر و معتبر ہو جیسا کہ مخالفین نے سمجھا ہے تو لعان مین
جس مین شہادات باللہ اربع مرات شرط ہے کل شہادتون کو تراخی و
مہلت کے ساتھ جلسات متفرقہ مین ہونا لازم ہوگا- حالانکہ لعان مین تراخی
شہادات اربعہ با لاتفاق غیر معتبر و غیر ضروری ہے **اقول** ایقاع طلاقین
مہلت و تراخی بین الطلقات نہایت ضروری امر ہے اسکو ہم اوپر ثابت کرچکے ہین
اگر یہ مہلت و تراخی بین الطلقات ضروری چیز نہ ہوتی تو آپ حضور پر نور (روحی فداہ)
باوجود رحمۃ للعالمین ہونے کے حضرت ابن عمرؓ پر غیظ و غضب کیون فرماتے اور اس

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ فرمایا جس سے احتمال تراخی بین الشہادات نسیامنسیا
ہوگیا یہی وجہ ہے کہ لعان مین اسکا خیال نہین کیا گیا اور عویمر عجلانی کو شہادات
اربع مرات کی تحریص منجانب نبی صلعم نہین کی گئی لعان و طلاق مین اتحاد خیال کرنا
مولف الاحقاق کی بلند پروازی و عالی دماغی ہے لعان مین تراخی بین الشہادت
اگر غیر ضروری و غیر معتبر ہوئی تو کیا نقصان ہوا لعان و طلاق سے کیا تعلق و سروکار ہے
یہان لعان مین منشا جناب باری عزاسمہ صرف اسیقدر ہے کہ لعان کنندہ
اپنی رویت کی تصدیق کے لئے مجلس شہادت مین حاکم کے سامنے شہادات
اربعہ کو ایک دو تین چار کرکے ادا کردے اور پانچوین بار صاف طریقہ سے کہدے
کہ اس معاملہ کی رویت مین مین جھوٹا ہوؤن تو مجھ پر اللہ کی پھٹکار اور اُس
عورت ناکارہ تباہ روزگار ننگ خاندان سے الگ ہو جائے یہان لعان مین
تو افسوس و ندامت کا کسی طرح موقع ہی نہین ہے کہ جسکے لئے تراخی و مہلت
کی ضرورت پڑتی بخلاف طلاق کے کہ وہان اس مہلت و تراخی کی نہایت ہی
ضرورت و حاجت ہے غصہ و رنجش دور ہو اور آپس کی مفارقت و جدائی
شاق گذرے خانہ ویرانی کا خیال پیش نظر ہو جائے تو رجوع کرلین لعل اللہ
یحدث بعد ذلک امرا اسیکی طرف اشارہ کرتا ہے اور لعان مین تو
تفریق و بینونت کی مکروہ صورت ہی سامنے آکھڑی ہوئی ہے بھلا
غیرتمند آدمی کیونکر اُس کو اپنی دونون آنکھون سے دیکھکر برداشت
کرسکتا ہے یہ لعان کی بدرجہ مجبوری اسکو کرنا پڑا ورنہ موقع پانے سے
تو اُس [illegible] بدنصیب عورت کو [illegible] ترک کردیتا اس معاملہ لعان و طلاقین

طلاقاً واحداً ہوتا تو لب جنبانی کی فی الجملہ گنجایش تھی سو فضل الٰہی سے
ایسا کسی روایت مین نہین ہے بلکہ عبید اللہ نے جو نافع سے اُن طلاقہا ئے
واقع کردہ فی الحیض کی نسبت پوچھ مات کیا تو نافع نے بجواب عبید اللہ کے
واحدۃ اعتد بہا فرمایا جس سے صاف وصریح معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ
نے اپنی زوجہ حائضہ کو تینون طلاقین مجتمعاً فی جلسہ واحدہ دی تھین جبھی
نافع نے عبید اللہ کے جواب مین واحدۃ اعتد بہا فرمایا اگر ایک ہی طلاق دی
ہوتی تو یہ جواب نافع نہین دیتے پس ان روایتون مین غور کرنے اور بنظر انصاف
دیکھنے سے کالشمس فی نصف النہار تابان و درخشان ہو گیا کہ طلاق ثلاثہ
بغیر تراخی ومہلت واقع کردہ نفس الامر مین غیر مغلظ اور غیر موثرہ وغیر معتبرہ
ہین اگر وہ طلاقین با اثر ہوتین تو حضور پر نور صلعم ابن عمر پر حکم رجعت بجبر کیون نافذ
فرماتے ایک کام ناگہانی ہو گیا تو ہو گیا سکوت اختیار فرماتے گذشتہ صلوات
حضرت عمرؓ سے صاف فرمادیتے کہ ایک شدنی تھی ہو گئی جانے دو اب کیا کرو گے
جاؤ صبر کر بیٹھو آپ کا وہ غیظ وغضب بے معنی نہین تھا آپ تو رحمۃ للعالمین تھے
بے معنی و بلا وجہ غیظ وغضب کیون فرماتے فتدبر باقی رہی یہ بات کہ لعان مین
تلفظ شہادات باللہ اربع مرات شرط ہے یہ مولف الاحقاق کی خوش
فہمی ہے اگر ایسا ہوتا تو جس طرح اللہ رب العالمین نے باب طلاق
مین مرۃ بعد مرۃ کے استعمال کا خیال کر کے جو کہ مہلت و تراخی فیما بین الطلاقات
کو مقتضی ہے لفظ مرتان کا استعمال فرمایا ہے یہان لعان مین بھی لفظ مرات کا
ضرور استعمال فرماتا حالانکہ لعان مین صرف فشہادۃ احدہم اربع شہادات باللہ

علیہ الرحمۃ کے نزدیک مغلظ ہے حاشا وکلا امام بخاری علیہ الرحمۃ کا یہ مطلب
ہرگز نہین یہ مولف الاحقاق کی دریدہ دہنی ہے بلکہ امام بخاری نے جو
آخر مین اسی باب من اجاز الطلاق الثلاث کے حدیث عائشہ صدیقہؓ
کی لکھی ہے جسکو مولف الاحقاق نے اپنے رسالہ الاحقاق مین اسند لالاعلی التغلیظ
نقل کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ان مجوزین
ثلاث علی سبیل الارسال کی تردید کی ہے اسواسطے کہ وہ ثلاث ناقابل اعتبار
ہو گیا الحمد للہ کہ اس حدیث عائشہ صدیقہؓ کی نقل سے امام المحدثین امام
بخاری علیہ الرحمۃ الباری کا مذہب بھی معلوم ہو گیا مؤلف الاحقاق بخاری
باب من اجاز الطلاق الثلاث کو پھر سے ذرا دیکھ لین اگر مؤلف اپنے دعوی
مین سچے ہین تو امام بخاری علیہ الرحمۃ کا خاص قول طلاق ثلاثہ واقعہ بمجلسہ
واحدہ کے مغلظہ ہونے کا بخاری مین دکھلا دین ورنہ رو بگر بیان ہونا ان کیلیے
غالباً نامناسب نہین ہوگا مجھے افسوس ہے کہ شاہ الیہ بے سوچے سمجھے اس
معرکۃ الآرا مسئلہ کے میدان مین قدم انداز ہوئے - ہرکسے را بہر کارے ساختند
کا خیال بہت مناسب تھا ان کی منطقیت کی شہرت کیا کم تھی کہ الاحقاق لکھکر
اپنے کو انگشت نما کیا مؤلف الاحقاق نے جو وجہ استدلال امام بخاری اپنے کو
الحدیث الباب عویمر عجلانی یہ بیان کی ہو کہ حضرت عویمر عجلانیؓ نے واحدہ مین
تین طلاق مغلظہ بغرض تفریق وبینونت کے دی تھی جسپر آں حضرت صلعم کا
سکوت ثبوت مدعا پر برہان قاطع ہے یہ کہنا ان کا محض خانہ ساز بات ہے
یہ وجہ استدلال نہین ہے اصل وجہ استدلال کو ابھی مین نے اوپر بیان

تو آسمان و زمین کی دوری ہے ان دونون کو ایک خیال کرنا اور انمین اتحاد تسلیم کرنا مولف الاحقاق کی خوش فہمی ہے اور بلند پروازی الحاصل تعدد آوان اور طہر کی قید وقوع طلاق کے لیئے ایک نہایت ضروری امر ہے فرمان باری عزاسمہ اور فرمان رجعت منجانب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف علی رؤس الاشہاد بلا رہے ہین نہ ماننے والا اپنا سر کھاوے کسی کا کیا اور لعان مین تعدد آوان ادای شہادات باللہ کے لئے ضروری نہین تعامل متلاعنین من عہدہ صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا ہذا اسکا شاہد عدل ہے کہ لعان وطلاق مین ہرگز اتحاد واتفاق نہین پھر اوسے شہادات اربعہ مین تراخی کیسے شرط ہوگی **قولہ** ص ۹ اور امام بخاری نے اس حدیث کو باب وقوع طلاق ثلاثہ مین لاکر اس کے مغلظہ ہونے پر استدلال کیا ہے وجہ استدلال یہ ہے کہ حضرت عویمر عجلانی کے جلسہ واحدہ مین تین طلاق مغلظہ بغرض تفریق وبینونت کے دی تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت فرمانا ثبوت مدعا پر برہان قاطع ہے **اقول** یہ اپنی من گھڑت بات مولف الاحقاق کی ہے اور عوام مین اپنے رسوخ جمانے کی تدبیر اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کو اپنا ہمخیال مشہور کرنا حاشا وکلا بخاری مین باب وقوع طلاق ثلاثہ ہے ہی نہین ہان باب من اجاز الطلاق الثلاث کتاب الطلاق مین البتہ ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ بعض لوگون نے طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو جائز رکھا ہے اُن کی حدیث منقولہ فی الباب دلیل ہے یہ مطلب اسکا نہین ہے کہ طلاق ثلاثہ واقع بجلسہ واحدہ امام بخاری

پہلا واقعہ لعان کا تو یہی عویمر والا واقعہ ہے چنانچہ آپ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا عویمر سے قَدْ اَنْزَلَ فِیْکَ وَفِیْ صَاحِبَتِکَ فَاذْھَبْ فَاْتِ بِھَا فرمانا ہمارے مدعا کے ثبوت پر برہان قاطع ہے پھر اگر کوئی یہ کہے کہ جب عویمر کی طلاق مغلظہ نہین واقع ہوئی اور لایعنی و بیکار مانی گئی تو پھر حکم رجعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُن پر کیون نہین نافذ کیا گیا تو **جواب** اس کا یہ ہے کہ رجوع کر لینا طلاق دہندہ کی خواہش و رغبت پر موقوف ہوتا ہے لعان مین رجعت کا تو اختیار رہی باقی نہین رہتا جب خود طلاق دہندہ ہی کو اس کی خواہش و رغبت نہین ہے تو غیر آدمی کو کیا پڑی ہے کہ اس کو رجعت پر باعث کرے علاوہ برایں عویمر والا معاملہ کچھ ایسا نہین تھا کہ جس مین فہمایش کی ضرورت سمجھی جاتی اور منجانب حضرت اسکی ترغیب دلا کر رفت وگذشت کرا دیا جاتا اجی وہ تو ایسا ناگفتہ بہ معاملہ تھا کہ کوئی غیر تمند آدمی تو کیا ایک دیوث صفت آدمی بھی ایسے وقت مین ایسے ناعاقبت اندیش ننگ خاندان کے بوٹی بوٹی اوڑا ڈالنے مین اغماض نہین کرتا بلکہ ایسا کر گذرتا بھلا حضور پرنور صلعم ایسے شرمناک واقعہ مین عویمر کو رجعت کی کیسے فہمایش کرتے حالانکہ خود ہی اپنی روشن ضمیری سے اس نابکار عورت کی شان مین لو رجمت احدا بغیر بینۃ لرجمت ھذا فرما چکے ہین پھر باوجود اس تیقن کے حکم رجعت کیونکر نافذ فرما سکتے تھے یہ سکوت آپ کا اس معاملہ عویمر مین دلیل اس بات کی نہین ہے کہ وہ ہر سہ طلاق واقع کردہ بفم واحد مغلظہ ہے جو کوئی ایسا خیال کرے تو اس کی خام خیالی ہے

کر دیا ہے گو عویمر عجلانی نے بغرض تفریق و بینونت ہی تینون طلاقین باراول ایک ہی مجلس مین ہی طلاق ثلاثا کر کے دین مگر یہ کارروائی اُن کی عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضول خیال کیگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے بہت پیرہیے لفظون مین فرمادیا کہ یہ ہی طلاق ثلاثا کہنا تمھارا لغو ہے مجرد لعان ہی سے تفریق و بینونت حاصل ہوگئی اور وہ عورت تمھاری زوجہ نہ رہی پھر یہ ہی طلاق ثلاثا کہنا تمھارا بیکار ہے فرمان نبیؐ (رو حی فداہ) لاسبیل لک علیہا میری پوری تصدیق کرتا ہے سکوت فرمانا تو درکنار ہے پھر ثبوت مدعا مؤلف الاحقاق پر برہان قاطع کیونکر ہوا بلکہ اسلئے اُن کے مدعا کی جڑ ہی اوکھاڑ پھینکی بیچارہ عویمر نے اس فرمان لاسبیل لک علیہا کے بعد اپنے مال (دین مہر) کا دعویٰ کیا تو وہ دعویٰ بھی اُن کا نہین سنا گیا اور کہدیا گیا کہ وہ استمتاع کے بدلے تھا اس مین وضع ہوا عویمر چپ لگا گئے کچھ نہ بولے قصہ طے ہوا مؤلف الاحقاق یہ تراش خراش صاحب احقاق کا کام نہین فافہم اور حضرت عویمر عجلانی جو مجلس شہادت مین رو برو حضور پر نور صلعم کے یہ کارروائی کر گذرے فوراً ہی طلاق ثلاثا کہدیا تو محض ناواقفی اور نادانستگی سے کی ان کو یہ مسئلہ کہ مجرد لعان ہی موجب تفریق و بینونت بین الزوجین المتلاعنین ہے پہلے سے معلوم نہین تھا اگر پہلے سے اُن کو معلوم ہوتا تو یہ حرکت فوریہ اُن سے ہرگز صادر نہین ہوتی اور ان کو پہلے سے یہ مسئلہ کیونکر معلوم ہوتا پہلے تو ایسا کوئی واقعہ اسلام مین پیش نہین آیا تھا ہان اگر پہلے سے کہین ایسا واقعہ اسلام مین واقع ہوا ہوتا تو خیر ایک بات تھی اسلام مین

غیرہٗ فلما بیسہا انتہی بلکہ یہ حدیث عین دلیل ہے اس بات کی کہ طلاق ثلاثہ واقعہ بمجلس واحدہ قبل از مسیس وجماع لایعنی بہا ہین اور ناقابل اعتبار اور واحد رجعی ہے اگر یہ تینون طلاقین دوسرے خاوند والیان قابل اعتبار ہوتین تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو صاف حکم فرماتے کہ اب تم اس دوسرے خاوند سے بالکل بے تعلق ہوگئین جاؤ پہلے شوہر سے پھر دوبارہ نکاح کرلو حالانکہ ایسی اجازت آپنے اس عورت کو نہین دی بلکہ بخلاف اسکے صاف اور بہرپچے لفظوں مین لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق عسیلتک فرمایا افسوس کہ مولف الاحقاق نے اس حدیث عائشہ صدیقہؓ مین تامل نہیں کیا کرتے تو ایسی بے تکی نہین ہانکتے حدیث صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر ثانی کے طلاق ثلاثاً مجتمعاً کے ایقاع کا کچھ بھی اعتبار نہین فرمایا فرماتے تو اس عورت کو جواب مذکورہ بالا ہرگز نہین دیتے اور اگر زوج اول کے طلاق ثلاثہ کا خیال کرین تو عقد باب کے ساتھ مطابقت نہین ہوتی اسواسطے کہ اس طلاق کے ساتھ جو کارروائی ہونیکی تھی وہ تو ہو ہی گئی اور وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرہی یا حلالہ ہوگیا اب حسب فرمان جناب باری عز اسمہ حتی تنکح زوجا غیرہ وہ عورت زوج اول کیلئے حلال ہوگئی دوبارہ نکاح کرسکتی ہے مگر حضرت نے مجرد نکاح کا اعتبار نہین فرمایا اور وطی کا خیال فرماکر اس دوسرے خاوند کے طلاق وتفریق کا اعتبار نہین فرمایا اور رجوع کرادیا پس اصل مطابقت عقد باب کو اسی طلاق کے ساتھ ہے نہ طلاق زوج اول کے ساتھ مولف الاحقاق نے اس حدیث سے سمجھا تھا کچھ اور خوش فہمی سے نکل آیا کچھ اور

پس یہ حدیث مولف الاحقاق کی دلیل نہین ہوسکتی **قولہ** ظاہر اس حدیث سے یہی ہے کہ تینون طلاق اجماعاً نہین اسی لیے اس حدیث کو بھی امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ تعالے طلاق ثلاثہ کے مغلظ ہونے کے استدلال مین لائے ہین **اقول** یہ مولف الاحقاق کی محض ناسمجھی ہے امام المحدثین امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث عائشہ صدیقہ رضؓ سے جو سمجھا ہے اسکا پتہ عقد باب سے لگتا ہے اب سنئے امام بخاری نے اس حدیث سے یہ سمجھا ہے کہ جو شخص اپنی زوجہ کو قبل از مسیس طلاق دے تو وہ طلاق اسکی غیر ہونر و غیر معتبر ہے وہ عورت اس کے زوجیت سے باہر نہین ہوسکتی وہ طلاق رجعی ہے یہ شخص اس عورت سے رجوع کرلے اور زوج و زوجہ بنے رہین ایک مفہوم تو یہ ہے اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جو کوئی اپنی زوجہ کو تینون طلاقین (بطریق مسنون) دیدے اور اس عورت نے دوسرے کسی شخص سے عدت گذر جانے کے بعد نکاح کرلیا اور اس دوسرے شوہر نے قبل از صحبت و جماع اُس عورت کو طلاق دیکر الگ کردیا تو اب یہ عورت اگر پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو نہین کرسکتی یہ دوسرا خاوند جس نے قبل از جماع طلاق دیکر الگ کردیا ہے اب بے کھٹکہ رجوع کرلے ہان اگر یہ دوسرا خاوند لذت گیر ہونیکے بعد اس عورت کو طلاق دے تو بعد گذر جانے عدت کے وہ عورت پھر پہلے خاوند کے نکاح مین آسکتی ہے اپنی تصدیق کے لیئے دیگر عقد باب بخاری کو نقل کر کے اصل حدیث عائشہ صدیقہؓ کی مطلب کو ہدیۂ ناظرین کرتا ہون ملاحظہ فرماوین باب اذا طلقھا ثلاثا ثم تزوجت بعد العدۃ زوجاً

ہو گا تو کیا اچھا ہوتا کہ پھر پہلے ہی خاوند سے دوبارہ نکاح کر لیتی اس سے پہلی دفعہ نکاح ہو ہی چکا تھا ممکن ہے کہ پڑی بیٹھ جائے دوسرے کسی شخص سے کرون پڑی بیٹھے یا نہ تو کس کس سے نکاح کرتی پھرن یہی سوچ سمجھ کر انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے غیر آدمی کے ذریعہ سے پوچھوایا پھر تسکین نہ ہوئی تو خود خدمت بابرکت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہونچکر اپنی پوری کیفیت بیان کی آخرکار جب آنحضرت صلعم کی جانب سے صاف جواب انکار کا ملا تو پھر شوہر ثانی ہی کو اختیار کرنا پڑا اب اس سے بڑھکر طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کے واقع نہی ہونے کی اور کیا دلیل مؤلف الاحقاق چاہتے ہین لیجئے جسکا گال اسی کا چٹوا اسی کو کہتے ہین آپ کی دلیل آپ ہی کی بیخکنی کرتی ہے اور ایجانب کی تائید سچ ہے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد پھر یہ کہنا کہ امام بخاری نے اس حدیث سے طلاق ثلاثہ کے منعقد ہونے پر استدلال کیا ہے یہ امام بخاری علیہ الرحمتہ پر مؤلف الاحقاق کا بہتان ہے العیاذ باللہ کیا احقاق والون کا یہی کام ہے یہ کارروائی مؤلف الاحقاق کی اسواسطے ہوئی کہ عوام لوگ سمجھین کہ امام المحدثین امام بخاری بھی تو مؤلف موصوف کے ہمزبان وہمنیان ہین۔ حاشا وکلا ہرگز ایسا نہین ہے اور یہ نہین خیال کیا کہ یہ کارستانی ہماری وقعت علمی کو ہمارے نقصان دہ عند اہل العلم ہوگی کاش ایسا خیال کرتے تو نوبت باینجا رسید نہین ہوتی تعصب اور جانب داری

سے بات تو اون نے بتائی تھا بہت خوب مگر یہ بھی جو بگڑی ہے بی قسمت تو بنی ہو نہین
اب مؤلف الاحقاق ایسا نا کہین کہ امام المحدثین امام بخاری علیہ الرحمہ کیسے ہے خیال
نکلے اگر مؤلف الاحقاق انکار کر بیٹھین کہ اُس دوسرے خاوند نے اُسکو
طلاق نہین دیا تھا تو یہ انکار اُن کا قابلِ سماعت نہین ہو سکتا اسواسطے کہ
جس حدیث عائشہ صدیقہؓ کو مؤلف الاحقاق نے اپنے رسالہ الاحقاق مین
استدلالاً نقل کیا ہے اس مین صاف فطلق کا لفظ موجود ہے جو میری پوری
شہادت دیتا ہے علاوہ برین ایک روایت مین جسکو امام مالکؒ شافعی
و ابن سعدؒ و بیہقی نے زبیر بن عبد الرحمن بن زبیر سے روایت کیا ہے صاف
ففارقہا موجود ہے جو نص صریح ہے اس بات پر کہ اُس عورت کو
دوسرے خاوند نے طلاق دیکر الگ کر دیا تھا اور اگر وہ یہ فرما دین کہ
ممکن ہے کہ دوسرے خاوند نے اس عورت کو ایک یا دو طلاقین
رجعی دی ہون جبھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا فرمایا ہو تو یہ
بات بھی اُن کی مبنی نہین اسواسطے کہ ایک یا دو طلاقین تو رجعی ہی ہین پھر
وہ عورت پہلے شوہر کیطرف کیونکر رجوع کرنا چاہتی اس بیان ارادے سے
اُس کے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے پہلے خاوند نے پہلے مرتبہ تینون طلاقین
دی تھین اور بعد گذر جانے عدت کے دوسرے خاوند سے نکاح کیا تھا
اُسی طرح اِس دفعہ اِس دوسرے خاوند نے بھی اس کو طلاق دیکر الگ کر دیا
تھا طلقہا و فارقہا اسی کو چاہتے ہین جبھی اُس عورت نے یہ سوچا اور خیال
کیا کہ اب تو مین اس کے نکاح مین رہی نہین کسی اور سے نکاح کرنا ہی

کیون فرمایا باقی رہی یہ بات کہ رکانہ بن عبدیزید نے اپنی زوجہ سہیمہ کو
تینون طلاقین ایک ہی جلسہ مین مجتمعاً بلفظ واحد دی تھین اس کی تصریح
الفاظ حدیث سے معلوم نہین ہوتی الفاظ حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے
کہ انھون نے طلاق البتہ ہی دی تھی الفاظ حدیث یا رسول اللہ انی
طلقتہم امراتی البتہ صاف کہہ رہے ہین جس سے احتمال ثلاث کا
کمزور پڑ گیا اگرچہ بعض روایت مین بجاے البتہ کے لفظ ثلاثا مروی
بھی ہے مگر اس کی نسبت امام نووی شارح صحیح مسلم نے فروایتہ
ضعیفۃ عن قوم مجہولین لکھا ہے اور البتہ والی کو صحیح کہا ہے علاوہ
برین ایک روایت سے (جو مشکوۃ شریف مین موجود ہے) معلوم ہوتا ہے
کہ البتہ ہی والی روایت بہت ٹھیک و درست ہے اسواسطے کہ اسمین
بعد جملہ فردھا الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فطلقہا
الثانیۃ فی زمان عمر والثالثۃ فی زمان عثمان موجود ہے جس سے
اب کامل یقین ہو گیا کہ رکانہ بن عبدیزید نے سہیمہ کو طلاق البتہ
ہی دیا تھا اسی واسطے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے
ما اردت پوچھا فرمایا تینون طلاقین اکھٹی ایک ہی مجلس مین ہرگز نہین
دی تھین ورنہ پھر فطلقہا فی زمان عمر والثالثۃ فی زمان
عثمان کا کیا جواب ہوگا پس اب اس حدیث سے تعدد اوان و
زمان بغرض ایقاع طلقات کے لیے بیشک ضروری امر ثابت ہو گیا جس سے
یہ کہنا مولف الاحقاق کا کہ جلسات ثلاثہ کا تعدد واسطے طلقات ثلثہ کے

کی مٹی خراب واقعی یہ بلا آدمی کو کور وکر بنا ڈالتی ہے خلاصہ یہ کہ حدیث عایشہ مؤلف الاحقاق کی دلیل نہین اور نہ طلاق ثلاثہ واقعہ بجلسہ واحدہ عند البخاری مغلظہ ہے بلکہ اُن کی جانب مقابل کی دلیل ہے مؤلف ممدوح نے اِس حدیث مین تامل نہین کیا ہی افسوس کی بات ہے

قولہ صـ۹ سـ۱ تو معلوم ہوا کہ جلسات ثلاثہ کا تعدد واسطے طلقات ثلاثہ کے امر ضروری وقوع طلاق کے لئے نہین ہے **اقول** اسکا جواب ہم اوپر دے آئے ہین کہ ایقاع طلاق کے لیئے تعدد آوان و تراخی و مہلت زمان کا ہونا نہایت ضروری امر ہے۔ اس کا انکار عین نص قرآن اِذَا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن واحصوا العدة کا انکار ہے افسوس اب یہ حضرات اہل تقلید قرآن پاک کی ایسی خدمت کرنے لگے اور منجانب خود تراش وخراشش اس مین شروع کر دیا واحسرتاہ اللہ پاک تو کیسے صاف کھلے لفظون مین ارشاد فرماوے کہ تم جب عورتون کو طلاق دو تو ان کی عدت (پاکی) مین دو اور اس عدت کی گنتی یاد رکھو اور ذہن نشین کرلو اور یہ حضرت مؤلف اور ان کے ہان مین ہان ملانے والے حضرات کس خوبی وحسن اسلوبی و دریدہ دہنی سے گلا پھاڑ پھاڑ کہین کہ تعدد جلسات و آوان متفرقات ایقاع طلقات کے لیئے ضروری امر نہین ہے اس مطلق العنانی کا خدا ہی حافظ ہے اے حضرات تعدد آوان اگر ضروری امر نہ تھا تو ابن عمر سے آنحضرت نے طلاق فی الحیض کی رجعت کیون کرائی اور بالتصریح بیان کرکے تلک طلاق العدة

(۱) حدیث عویمر عجلانی (۲) حدیث عایشہ (۳) حدیث رکانہ بن عبد یزید
کی نسبت تو اوپر گفتگو ہو چکی اور یہ ثابت کر دکھلا دیا کہ اِن حدیثون کے
اصل مطلب کی تہ کو مؤلف الاحقاق نہین پہونچے اور تے سمجھی اپنے دعوے کی
دلیل گردانکر سہ بہ بالید از بس کہ برخویشتن ٭ زشادی نگنجید در پیرہن
کے مصداق بن بیٹھے چنانچہ از کیا ہر یہ بات کالشمس فی نصف
النہار ہے ان کے علاوہ بقیہ حدیث مستدلہ فی الباب جو
بتعدد طرق حسن لغیرہ مؤلف الاحقاق کے زعم مین ہین کی تحقیق اُنکو
منظور ہے تو رسالہ المغاث لاہل لغیاث مؤلفہ اس ناچیز کو ملاحظہ
فرماوین اُن سارے احادیث وفتاوے صحابہ کے متعلق اُس مین
کافی جواب پائین گے اور اپنے تمامی خدشات کے معقول جواب
بمنہ تعالے اس مین معائنہ کرین گے مگر انصاف شرط ہے بخوف
طوالت اتنا ہی لکھ دینے پر کفایت کیا اور دوبارہ یہان درج کرنے پر
جرأت نہین کی **قول** صنا سطر حافظ ابن القیم کو بھی اقرار ہے کہ بجز حضرت
ابن عباسؓ کے کسی صحابہ کا فتویٰ اس کے خلاف مین نہین ہے گو حضرت
ابن عباس کا فتوے بھی جمہور صحابہ کی طرح پر محققین اہل حدیث کے
نزدیک ثابت ہے **اقول** اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ مؤلف الاحقاق نے بھی
ابن القیم علیہ الرحمۃ کا لوہا مان لیا اور تسلیم کر لیا کہ حضرت ابن عباسؓ کا
فتوے مثل جمہور صحابہ کے محققین اہل حدیث کے نزدیک ثابت ہے
جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ اس مسئلہ مین کل صحابہ

امر ضروری وقوع طلاق کے لیئے نہین ہے باطل ہو گیا چونکہ تعدد آوان ایک ضروری امر تھا اسی بنا پر رکانہ بن عبد یزید نے اون دونون طلاقین باقی ماندہ کو خلافت عمری و خلافت عثمانی مین علی سبیل الانفراد ایک ایک کرکے دیا اور اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حضرات صحابہ مین اسیطرح سے طلاق دینے کا دستور جاری تھا ایک مجلس مین مجتمعا تینون طلاقون کے دینے سے غالبا پرہیز کیا کرتے تھے اس پر بھی اگر کوئی شخص جلدی کر بیٹھتا اور تینون طلاقین اکٹھی ایک ہی مجلس مین دے دیتا تو وہ واحد رجعی شمار کیجاتین نہ مغلظہ ہان ایک بات اور رہ گئی وہ یہ کہ اگر رکانہ بن عبد یزید ایک کی نیت انہین ظاہر کرتے تو آن حضرت اُن پر حکم مغلظہ کا نافذ فرماتے یہ اپنی من مانی بات ہے بجانب مخالف کہ سکتا ہے کہ جسطرح ابن عمر پر غیظ و غضب فرما کر آخر کار حکم رجعت نافذ فرمایا اسیطرح رکانہ پر بھی ڈانٹ ڈپٹ کرکے پھر حکم رجعت نافذ فرماتے انکو اپنی نیت کے ظاہر کردینے پر بھی فائدہ ہوا کہ حضرت کی ڈانٹ و ڈپٹ سے آئندہ اللہ اللہ خیر صلاح - **قولہ** - ان احادیث صحیحہ مرفوعہ کے علاوہ بہت سی احادیث صحیح مسند جو بطرق حسن وغیرہ ہین اس باب مین مروی ہین جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے فتاوی کثرت سے کتب حدیث مین منقول ہین جس سے طلاق ثلاثہ فی جلسہ واحدہ کا مغلظہ ہونا ثابت ہے بخوف طوالت اس مختصر سی تحریر مین نقل نہین کرتا ہون تمام کتب شرعیۃ و دینیہ حدیثیہ اُس سے مالا مال ہین **اقول** ان تینون حدیثون

دیاوہ گوئی ہے اب اگر مولف الاحقاق کی مان لیجاے تو جب اس یاوہ گوئی مولف موصوف کے نعوذ باللہ من ذلک حضرت ابن عباس خارق اجماع ٹھہرے اور لوگونکو برخلاف اجماع جمہور کے فتوی دیکر مرتکب فعل حرام و گناہ کبیرہ زنا کا بنا دیا آپ بھی گئے اور جہان کو بھی کھو یا کا مصداق بنے مولف الاحقاق ۔ نہ حضرت ابن عباسؓ برادر عموی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اور اُن کے اتباع کی اچھی تعظیم و توقیر کی آفرین باد برین ہمت مردانہ او ۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے فتوے پر عمل کرنے والے اشخاص کی تعداد ایک دو نہین بلکہ سیکڑون ہزارون ہونگے کیونکہ یہ فتوے اُن کا برابر جاری رہا اب یہ سب کے سب نعوذ باللہ حسب قول مولف الاحقاق حرام کار و زانی ٹھیرے واللہ اس بات سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین لاشک ہین او نٹ بد نام رافضی گنے جاتے ہین افسوس سنیون کی زبان سے ایسی بات نکلے اب کس منہ سے رافضیون کو جواب دیا جائیگا اللہ سب کو ادب نصیب کرے آمین ثم آمین اور یہ بھی ضرور نہین کہ وہ عمل کرنے والے سب کے سب محض عوام ہی لوگ ہون خواص بھی ضرور ہون گے اور یہ حضرات عالمین غالباً صحابہ و تابعین ہی ہونگے پھر باوجود اقرار ثبوت فتوے حضرت ابن عباس اور تعامل الناس علیہا کے اجماع اجماع کا وظیفہ رٹنا بلند پروازی نہین تو اور کیا ہے اور اسپر طرہ یہ کہ خود ہی اس مسئلہ مین اختلاف علماے سلف و خلف نووی اور عینی سے نقل کرین اجماع و اختلاف کا اجتماع

متفق الرائے ہرگز نہین اور یہ اجماعی مسئلہ نہین ہے اگر کل صحابہ کا اس مسئلہ پر اجماع ہوتا
جیساکہ مولف الاحقاق نے دعوے کیا ہے اور جس کے واسطے
حد سے زیادہ زور لگا رہے ہین تو حضرت ابن عباس جو کہ فقہائے
صحابہ مین سے ہین باوجود دانست کے خلاف اجماع ہرگز نہین
کرتے اور جمہور کے خلاف ایسا فتوے کبھی نہین دیتے وہ محض
متبع الہوی نہین العیاذ باللہ اُن کی شان بہت بلند ہے یہ تنفید
فتوے منجانب حضرت ابن عباسؓ اور دیگر حضرات صحابہ کا اسپر
خاموشی اختیار کرنا صاف باواز دہل پکار کر کہہ رہا ہے کہ حضرات
صحابہ حضرت ابن عباسؓ کے ہرگز مخالف نہین تھے ہوتے تو اُن کی
اس فتوے دہی پر ضرور چون وچرا کرتے اور فتوے بھی ایسا کہ جسکی
بدولت ارتکاب گناہ کبیرہ زنا لازم آوے ایسے ذلیل وسنگین کام پر
اُن کا چپ لگا جانا واقعی بڑی ہی تعجب آفرین بات ہے خلاف ہونے
سے وہ لوگ ضرور حضرت ابن عباسؓ کو اس سے بے کھٹکے روک دیتے و
دباز رکھتے یہی وجہ وجیہہ ہوئی کہ محققین اہل حدیث نے بھی فتوے
ابن عباسؓ کا بہت بڑا اعتبار کیا جو مسئلہ مجمع علیہا حضرات صحابہ
ہو ایسے مسئلہ مین زید وعمرو کا خلاف بالکل ہیچ درہیچ ہے اسی واسطے
زید وعمرو کے خلاف کا محققین اہل حدیث نے ذرہ برابر پرواہ نہین کیا
پھر یہ کہنا مؤلف الاحقاق کا کہ حضرت عمرؓ کے طلاق ثلاث کو اپنی مدلول حقیقی
پر محمول فرمانے کو تمام صحابہ نے علی الاتفاق تسلیم کر لیا سراپا ژاژ خوائی و

اور ابو حنیفہ وغیرہم حضرات علما مغلظہ کے قائل ہیں لیکن بمقابل انکے
طاؤس اور محمد بن اسحاق اور ابن مقاتل اور حجاج بن ارطاۃ اور فرقہ
ظاہرہ وغیرہم حضرات علما واحد رجعی کے قائل ہیں یہ سب حضرات علما علامہ
عینی کے مانے ہوئے ہیں اور تعداد جانبین کی بھی برابر ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اوزاعی اور نخعی اور ثوری
کی بات تو مان لیں اور طاؤس اور محمد بن اسحاق وحجاج بن ارطاۃ
اور ابن مقاتل کی بات ماننے میں رد و بدل ہوں اجی ہر ایک قائلین
کے دلائل میں غور و تامل کرنا بہت مناسب ہے جسکی دلیل قوی ہو وہ
بیشک قابل قبول ہے یہ علامہ عینی کی جانبداری و پاس مذہب ہے
کہ قائلین واحد رجعی پر بلا دلیل بین حکم مخالفت لاہل السنۃ جاری کردیا
حالانکہ پکے اہل سنت ہی ہیں اس کا خود علامہ عینی کو اقرار ہے اور
صاف لکھتے ہیں و احتجوا بما رواہ مسلم من حدیث طاؤس
ان ابا الصہبا قال لابن عباس الم تعلم انما کانت الثلاث تجعل
واحدۃ علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وثلاثا من
امارۃ عمر فقال نعم باوجود اقرار احتجاج بالحدیث کے مخالف لاہل السنۃ
کہنا جانبداری نہیں تو اور کیا ہے اور جنکی نسبت محض اپنی گاوزوری
سے لا یجی ز علیہم التواطو علی تحریف الکتاب والسنۃ لکھتے ہیں فضل
الٰہی سے بالکل میدان خالی ہے مؤلف الاحقاق کو ناگوار معلوم ہو تو
علامہ عینی کی طرف سے ہو کر اوزاعی اور نخعی اور ثوری وغیرہم علما
قائلین بالثلاث کی دلیل قرآن وحدیث سے پیش کریں ورنہ واحد رجعی

ایک نیا اجماع ضدین مولف الاحقاق دکھلا رہے ہیں اسی کا نام نئی منطق ہے

قولہ صلا سطر ۱۱ الحاصل جمہور صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین اور ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ وامام شافعی وامام احمد بن حنبل وامام مالک وامام بخاری وغیرہم اہل سنت والجماعت کل اہل تحقیق کا یہی مذہب ہے کہ تین طلاق ایک ہی جلسہ میں تین طلاق مغلظہ ہے جیسا کہ آیت مذکورہ واحادیث مرفوعہ مذکورہ وغیرہا من الاحادیث کا مفاد ہے۔ اقول صرف اس لکھ دینے سے کام نہیں چلتا دوات قلم اپنے ہاتھ میں ہے قلم اٹھایا اور اپنی من مانی بات لکھدی مردانگی تو اسکا نام ہے کہ ان حضرات مرقوم الصدر سے بسند صحیح متصل انکا مذہب نقل کر دکھلا دیں صرف ایرے غیرے کے لکھ دینے پر منہ پھاڑ پھاڑ کر یہ کہنا کہ جمہور صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین الی قولہ کل اہل تحقیق کا یہی مذہب ہے کہ تین طلاق ایک ہی جلسہ میں تین طلاق مغلظہ ہے محض تقلید جامد ہے جو بالکل زبون ہے یہ تو ایک موٹی بات ہے کہ اگر یہ مسئلہ متفق علیہا ہوتا تو مولف الاحقاق کو لب کشائی کی طاقت تھی ہرگز نہیں یہ مولف الاحقاق کی محض زیادتی ہے کہ جمہور صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین الخ لکھ دیا اور اس دعوے پر اپنے علامہ بدر الدین عینی کی تحریر پیش کی حالانکہ اس میں جمہور صحابہ کا تذکرہ نہیں ہے ہاں مذہب جماہیر العلماء من التابعین ومن بعدہم البتہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جمہور صحابہ کا یہ مذہب نہیں ہے مان لیا جاوے کہ اوزاعی نخعی اور ثوری

معرکۃ الآراء کے میدان میں قدم ڈالا ہے اور الضمانہ کا خیال واثق ہے حضرات قائلین وحدت کی تحریرات کے دیکھنے سے انشاء اللہ تعالےٰ یہ کھیسر کا اہل پر بنی اور اگر کہیں لکیر کے فقیر بنے رہے تو وہی ڈھاک کے تین پات رہے جائینگے

قول ﷺ طلاق ثلثہ جلسہ واحدہ میں طلاق مغلظہ ہے برابر سلف خلف میں اسی پر عملدرآمد ہے اقول طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ مغلظہ نہیں ہے۔ بلکہ واحد رجعی ہے مغالطہ کہنے والوں کے پاس کوئی پکی دلیل قرآن وحدیث سے نہیں ہے ہیں دلیلیں اُن کی ہاں وہ مکڑی کے جال سے بھی بہت زیادہ کمزور ہیں یا فقط اپنی من مانی بات ہے۔ کل عہد نبوی میں تا زمان رحلت سرور از دنیا اور کل عہد صدیقی میں بھی اسی طرح اور زمان خلافت عمرؓ میں تین برس تک یک قلم اسی پر عمل درآمد برابر بلا خلاف چون وچرا احد رہا کہ جو کوئی اپنی زوجہ کو تین طلاقیں بلفظ واحد یا بجلسہ واحدہ بتکرار لفظ انت طالق انت طالق انت طالق دیدے تو وہ واحد رجعی گردانی جاتی تھیں اس پر کسی فرد بشر کو اُسوقت لب جنبانی کی طاقت نہیں تھی اور حضرت ابن عباس رضہ برابر اسی پر فتوی دیتے رہے (حضرت عمرؓ کے حکم کا ذرا بھی خیال نہیں کیا اسکا مولف الاحقاق کو اقرار ہی ہے اور مان ہی چکے کہ اُن کا فتوی بھی جمہور صحابہ کی طرح پر محققین اہل حدیث کے نزدیک ثابت ہے ہاں حضرات صحابہ کے بعد اُن کے ورے کے لوگوں میں البتہ اختلاف پڑا مگر اُن سلف میں سے بھی طاؤس۔ اور محمدؒ بن اسحاق اور حجاجؒ بن ارطاۃ اور ابنؒ مقاتل اور فرقہ ظاہریہ

قائل ہو جائین اگر یہ کہین کہ آیت اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ اور حدیث عویمر عجلانی اور حدیث عائشہ رضہ و حدیث رکانہ دلیل ہے تو جواب یہ ہے کہ انہین آپ نے غور و تامل کو راہ نہین دیا دیتے تو ہرگز انکو اپنے دعوی کی دلیل نہین گردانتے اسواسطے کہ ان احادیث مین کوئی الفاظ ایسا نہین جو طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کے مغلظ ہونے پر دال ہون مؤلف الاحقاق اپنے قصور فہم سے جو سمجھین عویمر کے طلاق اور عبید الرحمن بن الزبیر اور رکانہ بن عبد یزید کی طلاق کے متعلق گفتگو اور [illegible] اوزاعی اور نخعی اور ثوری وغیرہم حضرات علما نے ان احادیث سے اس مسئلہ خاص مین استدلال نہین کیا ہے یہ مؤلف الاحقاق کی اپنی طبیعت کی تیزی ہے خلاصہ یہ کہ یہ اختلافی مسئلہ ضرور ہے اپنے اپنے [illegible] و رجحان طبع کی طرف ہر شخص زور دیتا ہے واحد رجعی کے قائلین کی تعداد لاتعد و لاتحصی ہین اور اسی پر عہد نبوی اور عہد صدیقی [illegible] نکیر منکر اجماع کل صحابہ کا رہا اس کو مؤلف الاحقاق مان [illegible] لیم یہ لگاتے ہین کہ مبنی بر تاکید تھا خیر عمل در آمد تو ضرور تھا اس کی [illegible] مظاہرہ ہے اور تین برس تک برابر خلافت حضرت عمرؓ مین بھی [illegible] عمل رہا اب مؤلف الاحقاق [illegible] کہ یہ اجماع [illegible] صدیقی کو کون مانع ہے حضرت عمرؓ کے اس سیاستی حکم کو یہ رتبہ نہین کہ اس قدیم اجماع مین دست انداز ہو یہی وجہ ہوئی کہ حضرت عمرؓ نے اپنے اس سیاستی حکم [illegible] کردی خیر مؤلف الاحقاق سے [illegible]

مرفوعہ متصلۃ الاسانید کو استدلال لایا ہے اقول امام المحدثین امام بخاری علیہ الرحمۃ کا جو مذہب ہے اسکو ہم اوپر مین ثابت کر دکھا چکے ہین باقی رہی یہ بات کہ طلاق ثلاثہ واقعہ بجلسہ واحدہ کے مغلظ ہونے پر امام بخاری علیہ الرحمۃ نے چند احادیث مرفوعہ متصلۃ الاسانید سے استدلال کیا ہے یہ مؤلف الاحقاق کی محض خانہ ساز بات ہے دوسرا یا غلط ونسے ربط جن دو حدیثون کو امام بخاری نے باب من اجاز الطلاق الثلاث مین لایا ہے ان مین اسکا کوئی پتہ نہین کہ طلاق ثلاثہ واقعہ بجلسہ واحدہ مغلظہ ہے حاشا وکلا ہرگز وہرآئینہ نہین جس کا جی چاہے بخاری مطبوعہ نظامی کانپور جلد ثانی کتاب الطلاق باب من اجاز الطلاق الثلاث کا صـ۷۹۱ دیکھ لے اب ہم کہتے ہین کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ان دونون حدیثون مرقومہ فی الباب (۱) عویمر عجلانی (۲) حدیث تمیمہ بنت وہب منکوحہ اول رفاعہ قرظی کو ان لوگون کا جو کہ ایقاع طلاق ثلاث کو مجتمعا جائز رکھتے اور مغلظہ شمار کرتے ہین رد کیا ہے مؤلف صاحب نے بخاری شریف کے دونون حدیثون مرقومہ ومنقول فی الباب مین مطلقا غور وتامل نہین کیا صرف لفظ ثلاثہ کا دیکھکر ایک وجد مین آگئے اور جھومنے لگے اور مباحثہ ثلاثہ مغلظہ کا قال شروع کر دیا اور یہ نہین خیال کیا کہ عویمر عجلانی کا طلاق ثلاثہ بعد فراغ از لعان اگر قابل اعتبار ہوتا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لا سبیل لک علیھا کہہ کر کیون چپ کرا دیتے اسطرح سے

ایسی طلاق کے واحد رجعی ہونے کے قائل ہیں اور ان کے علاوہ
ان گنت حضرات علما محققین محدثین من اہل السنۃ والجماعۃ اسی کے
قائل و مفتی ہیں اگر برابر سلف و خلف میں مغلظہ ہونے ہی پر عملدرآمد
ہوتا جیسا مولف الاحقاق لکھ رہے ہیں تو پھر ان کے جانب داعلامہ
بدرالدین عینی بذیل ترجمہ باب من اجاز الطلاق الثلاث امام بخاری
کے ان من السلف من لم یجز وقوع الطلاق الثلاث فیہ
خلاف مذہب طاؤس و محمد بن اسحاق و حجاج بن ارطاۃ اور ابن مقاتل
والظاہریہ الی ان الرجل اذا طلق امراتہ ثلاثا معا وقعت
علیہا واحدۃ واحتجوا علی ذالک بما رواہ مسلم من حدیث
طاؤس ان ابا الصہبا قال لابن عباس اتعلم انما کانت
الثلاث تجعل واحدۃ علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وابی بکر و ثلاثا من امارۃ عمر فقال نعم کیوں فرمائیے عبارت
صاف بیان کر رہی ہے کہ سلف ہی سے اس میں خلاف ہے طاؤس
وغیرہ علمائے سلف مرقوم الصدر واحد رجعی کے قائل ہیں اب مولف
الاحقاق کو اختیار ہے کہ اطلاق صدق و کذب کا اپنے یا علامہ عینی پر
وارد کریں مولف الاحقاق اس عبارت مرقومہ بالا کو علامہ عینی کے اپنے
خلاف مدعا معلوم کرکے یکدم فرو خورد کر دیا [illegible]
آید و مردان چنین کنند قولہ حتی کہ امام المحدثین امام بخاری علیہ الرحمۃ کا
بھی یہی مذہب ہے اور صحیح بخاری شریف میں خاص کر اس پر چند احادیث

من ضحك ضحك بہت سچا مقولہ ہے مولف الاحقاق کی تو اسطرح منہ
آپنکی عادت نہین تھی مگر کلکتہ کی بعض صحبت نے آخر اس زبون رنگ مین رنگ
ہی ڈالا افسوس کا مقام ہے سچ ہے۔ گر نشیند فرشتۂ با دیو ٭ وحشت اموزد
وخیانت وریو ٭ صحبت صالح ترا صالح کند ٭ صحبت طالح ترا طالح کند۔
اللہم احفظنا من المجلس السوء قولہ صـ۱۹ سـ۱ تحقیق وتفصیل اس مقام
کی یہ ہے کہ تین کا ایک ہونا محض حکم شرعی نہین ہے عہد مبارک مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی اور
کچھ مدت بعد بھی تین طلاق ایک قرار دیا جاتا تھا اُسکی بنیاد تاکید کی
نیت پر تھی والا تخلف المدلول عن الدال لازم آویگا کیونکہ طلقات
ثلاث کا مدلول ثلاثہ مغلظہ ہے اقول تحقیق وتفصیل اس مقام کی یہ
ہے کہ وہ تینون طلاقین واقعہ بمجلس واحدۃ واحد بحکم شرعی
نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے ایک گردانی
جاتی تھین اُسمین کسی غیر کے رائے واجتہاد کو ہرگز ہرگز مداخلت
نہین تھی ایسا خیال کرنا بالکل خام خیالی وخستک دماغی ہے وہ لوگ محض
تبع الہوی نہین تھے اُنکی باگ شریعت محمدیہ کے قبضہ اقتدار مین تھی
رات دن وہ اللہ ورسول ہی کی رضا جوئی مین مصروف رہتے
تھے اُنکی اس کارروائی پر آیہ یبتغون فضلا من اللہ و
رضوانا شاہد عدل ہے بھلا جنکی شان ایسی اعلے وارفع
ہو وہ اپنی من مانی بات پر ایسے تلے رہین۔

تمیمہ بنت وہب کے کہ زوج ثانی عبدالرحمن بن زبیر کے طلاق ثلاث کا
اعتبار فرماتے تو پھر تمیمہ بنت وہب کو لا حتی تذوقی عسیلۃ ویذوق
عسیلتک کیون فرماتے بلکہ صاف فرما دیتے کہ اب تم رفاعہ زوج اول سے دوبارہ بطیب خاطر لا
وسواس بصد شوق رجوع کر لو اب عبدالرحمن بن زبیر زوج ثانی سے
تمھارا ناتا زوج اور زوجیت کا جاتا رہا اُس نے تمہین طلاق دیدیا تم
رفاعہ کے لئے حلال ہوگئین حالانکہ آپنے تمیمہ بنت وہب سے ایسا
نہین فرمایا پھر یہ حدیث عایشہ طلاق ثلاثہ واقعہ بجلسہ واحدہ کے مغلظ
ہونے پر کیونکر دلیل ہوسکتی ہے جناب من خالی بخاری کی صورت
دیکھ لینی اور ورق گردانی کر لینی دوسری چیز ہے اور اس کے
احادیث مین غور و تامل کی نگاہ سے نظر ڈالنی اور تہ کو پہونچنا اور
چیز مؤلف الاحقاق خدا کے واسطے ذرا بخاری باب من اجاز الطلاق
الثلاث کے دونون حدیثون عویمر و عایشہؓ مین پھر سے نظر ڈالین
اور غور کرین اور انصافاً اللہ پاک کو حاضر و ناظر جان کر بلا تعصب
و جانب داری فرمائین کہ حق کس کے جانب ہے واللہ اگر دلدادہ
تحقیق حق واحقاق ہون گے تو ضرور پکار اُٹھین گے کہ حق بجانب تست
واذ لا فلا مولانا بخاری کے وظیفہ کا نتیجہ دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا
نے بخاری شریف کو صرف گھوڑ دوڑی کی دوڑ کی طرح تمام کر ڈالا ہوگا
اسی واسطے اُس کے حدیث کے مضمون فہمی سے دور پڑے اور قاصر رہے
چہ خوش تو سہ ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا وا المضمون ہو گیا

گرانے کا کوئی اعتبار نہین کیا گیا اگرچہ دائین و مدیون دونون فارغ نشین ہوگئے اسی طرح شارع علیہ السلام نے اس معنی حقیقی ثلاث کا اعتبار نہ کرکے ان کو واحد رجعی قرار دیا اور رابطہ زوج و زوجیت کو علی حالہ برقرار رکھا ہمکو تو آپنے شارع کی اتباع فرض ہی جب اسُنے برقرار رکھا تو دائن ومدیون کی حال پر قیاس کرنا فضول ہی اور اسمین تخلف المدلول عن الدال کا خیال کرنا بلند پروازی ہے باقی رہی یہ بات کہ مدلول حقیقی طلقات ثلاث کا ثلاثہ مغلظہ ہی یہ مولف الاحقاق کی اپنی خانہ ساز بات ہے زبان اپنے اختیار مین ہے جو چاہین کہہ سکتے ہین جناب عالی ثلاثہ مغلظہ مدلول حقیقی عندالشارع ان طلقات ثلاث کا ہے جو بطریق مسنون عدتہاے متعددہ محسوبہ مین علی سبیل التراخی فرادی فرادی کرکے واقع کیجائین اور وہ طلقات ثلاث جو مجلس واحد مین بفم واحد انت طالق ثلاثا یا بالفاظ مکررہ انت طالق انت طالق انت طالق کرکے واقع کی جائین ان کا مدلول حقیقی ثلاثہ مغلظہ نہین ہے ہوتا تو شارع علیہ السلام اس کا ضرور اعتبار کرتے اور ابن عمرؓ اور عویمر عجلانی وغیرہما پر حکم ثلاث جسکا مفاد تغلیظ ہے بے کھٹکے نافذ فرماتے پس اس اختلاف فی مابین العلماء کی بنیاد ہی او کھڑ جاتی حالانکہ آپ نے ایسا نہین کیا۔ اب ہم بمقابل مؤلف الاحقاق کہتے ہین کہ طلاق ثلاثہ واقعہ مجلس واحد پر واحد رجعی کا حکم شارع علیہ السلام سے علی الیقین ہے اس پر ایک روایت مصرحہ درج مقام کرتا ہون ملاحظہ کرین روی البیہقی عن ابن عباس انہ رکانۃ طلق امراتہ ثلاثا فی مجلس واحد

عقل سلیم ہرگز اسکو گوارا نہین کرتی رکھتی یہ بات کہ قرار داد واحد بنیاد
تاکید تھی سو یہ بھی مولف الاحقاق کی اپنی من گڑہت یا محض تقلیدی بات
ہے اسپر کوئی دلیل بین مولف نے بیان نہین کی پس تقلیدی بات جیت انکی جانب مقابل کو انکے
تشفی وہ وساکت نہین کرسکتی مولف صاحب کو اپنے دعوٰی پر اگر کچھ بھروسا ہے تو اسپر کوئی دلیل
بین ونص صریح پیش کرین والا دعوٰی بلا دلیل قبول خرد نہین اور مولف صاحب یہ جو فرما
گئے کہ درصورت واحد گردانے ثلاث کے تخلف المدلول عن الدال لازم آئیگا تو اسکا جواب
یہ سن لین کہ تخلف المدلول عن الدال جب لازم آتا کہ یہ واحد مدلول حقیقی اس کا
قرار دیا جاتا حالانکہ ایسا نہین ہے نفس الامر بین معنی حقیقی ثلاث کا وہی
ہے جو ایک دو تین کرکے مجتمع ہو گیا مگر اتحاد زمان ومکان کی وجہ
شارع علیہ السلام نے امتثال الامر الٰہی فطلقوھن لعدتھن
اس کا اعتبار نہین کیا اور مخالفت بینہ کے سبب ایک گردانا اور یہ عند اللہ
بھی پاس ہو گیا اب اس کی مثال یون سمجھنی چاہیئے کہ جیسے کسی شخص نے
ایک آدمی کو دس روپیہ ایک دو تین چار کرکے اس کے ہاتھ پر ایک
ہی وقت اور ایک ہی مجلس بین گن دیا اور وہ دس روپیے یکے بعد دیگرے
لگاتار اس کے ہاتھ پر ضرور گرے مگر اس صورت بین یہ نہین بولا
جائے گا کہ اس دینے والے نے دس روپیہ دس مرتبہ کرکے دیا
بلکہ یون بولا جائے گا کہ اس نے دس روپیہ یکمشت ایک ہی
مجلس مین دیدیا اب یہ یکمشت معنی حقیقی اس دس کا نہین ہے اور نہ
ہوسکتا ہے دیکھئے یہان اعتبار ایک مشت کا تو ہوا مگر اس دس بار

اُنھون نے جاری کی اور بعد کو پچھتائے اور ندامت ظاہر کی اگر یہ حکم
شرعی ہوتا تو کیون پچھتاتے اور اظہار ندامت کرتے ایک حکم شریعت کا
جاری کیا تھا تو اچھا کیا تھا خوش ہوتے نہ الٹا اظہار ندامت کرتے یہ
کارروائی ان کی حکم شرعی سے اُس کو ہاتھ پکڑ کے باہر نکال رہی ہے
باقی رہی یہ بات کہ حضرات صحابہ موجودین فی عہدہ رضی اللہ عنہ نے انکے
اس حکم تنفیذ ثلاث پر سکوت کیا اور بلا نکیر منکر تسلیم کر لیا تو اسپر کوئی
صریح دلیل مؤلف الاحقاق کے پاس نہین صرف بالائی لوگون کی اپنی
طبعزاد تحریرین ہین اسی کو کا لوحی منزل من السماء مان کر مُنہ پھاڑ
پھاڑ کر بول رہے ہین کہ حضرت عمرؓ کے اس فتوے پر تمام صحابہ کرام
کا اجماع ہو گیا کسی کا خلاف اس بارے منقول نہین۔ اس زبانی
دعوے بلا دلیل سے مؤلف الاحقاق کا کام نہین نکلیگا اگر کوئی دلیل
اُن کے پاس ہے تو بشوق تمام پیش کرین کس دن کیلئے اُس کو زیر
سرپوش کر رکھا ہے لادین اور اپنی جانب مقابل کی تشفی کرنہ بر مہربانن
جب اتفاق ہی تھا اور بلا نکیر منکر مان ہی لیا تھا تو پھر ابو الصہباء نے روبرو
اپنے خصم کے حضرت ابن عباسؓ سے التعلم انما کانت الثلاث
تجعل واحدۃ کرکے پوچھوایا کیون اور ابن عباس سے نعم کرکے تصدیق کرائی کیون
یہ پوچھ مات تو بعد زمانہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالے عنہ کے واقع ہوئی تھی
علاوہ برین حضرت ابی موسیٰ اور حضرت علی اور حضرت ابن مسعود اور عبدالرحمن
بن عوف اور عبدالرحمن بن زبیر وغیرہم حضرات صحابہ کا بھی یہی مذہب ہے

محزن علیہا حزنا شدیدا فسأله رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف طلقتها فقال طلقتها ثلاثا فقال فی مجلس واحد قال نعم قال انما تلك واحدة ان شئت فراجعها انتہی روضۃ الندیہ یعنی رکانہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس مین تینون طلاقین دے دین پھر اس کارروائی پر اپنے بڑے ہی غمگین ہوے (اور حضرت صلعم کی خدمت بابرکت مین مسئلہ پوچھنے کے غرض سے آپہونچے) تو آنحضرت صلعم نے اُنسے پوچھا کہ اُس عورت کو تمنے طلاق کس طرح سے دی تو رکانہ نے جواب دیا کہ تینون اکٹھے دیدی پھر آپنے اُنسے پوچھا کہ ایکہی مجلس مین (تینون دین) اونہون نے کہا حضور ہان تب آپنے اُنکو جواب دیا کہ وہ تینون (اتحاد مجلس کے سبب) ایک (طلاق رجعی) ہوئی تم چاہو تو اُس عورت سے رجوع کرلو۔ یہ روایت رکانہ بن عبد یزید والی نہین ہے یہ دوسری روایت ہو اور انکو ثلاثہ مغلظہ قرار دینا حسب ارشاد حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لهم فیه اناة فلو امضیناه فامضاه علیهم کے حکم شرعی نہین ہے اور بمقابلہ حکم نبوی واحد رجعی کے قابل احتجاج نہین علامہ ابن الہمام شارح ہدایہ صاف فرماتے ہین کہ صحابی کا قول جو سُنت نبوی کے خلاف ہو حجت نہین۔ اگر نفس الامر مین یہ حکم تغلیظ جسکی نسبت حضرت عمر نے بطرف خود کی ہے شرعی نبوی ہوتا تو حضرت عمر فلو امضیناہ کیون فرماتے یہ فرمانا اُنکا صاف باآواز دہل کہرہا ہے کہ یہ تنفیذ تغلیظ بطور خود بلا وجود حدیث نبوی

دینے والون سے آپ نے اس کی نیت تاکید کو بھی دریافت فرمایا تھا ہرگز نہین ہان رکانہ بن عبد یزید سے اونکے طلاق البتہ دینے پر نیک کی تعیین بیشک کرالی تھی اور البتہ کا حکم ہی الگ ہے اسکو ثلاثا مجتمعتا سے کیا واسطہ اسیطرح زمان خلافت صدیقی مین خود حضرت صدیق اکبر جاعل واحد ہوے اور تین برس تک خلافت عمری مین خود حضرت عمرؓ جاعل واحد رہے تو پیچھے تین برس کے بعد جب لوگونے ایقاع ثلاث مجلس واحدہ کی کثرت کی تو حضرت عمرؓ کو ان کی یہ کارروائی ناپسند خاطر آئی اور ناگوار گذری پس یہ حکم تغلیظ ثلاث مصلحۃ للوقت نافذ فرمایا اگر وہ لوگ بکثرت اندھادھن ایقاع ثلاث مجلس واحد نہین کرتے تو حضرت عمرؓ کو ناگوار خاطر نہین ہوتا اور یہ حکم جاری نہین فرماتے حضرت عمرؓ چونکہ ایک محض پرجوش آدمی تھے خلاف کارروائی اُن سے برداشت نہین ہوتی تھی ایسا کر گذرے ایسے ہی ایقاع ثلاث مجلس واحد پر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک مرتبہ ایک شخص پر سخت غصہ آیا اور نہایت طیش مین آکر ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم فرمایا اور اس فرمانے پر آپ کے ایک دوسرا شخص مجلس مین سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اس طلاق دہندہ ثلاث معا کے قتل پر آمادہ ہوکر اجازت قتل چاہی مگر چونکہ آپ نہایت ہی حلیم الطبع شخص تھے صرف اسی غصہ پر اکتفا کیا اور اس شخص پر حکم ثلاث نافذ نہین فرمایا اور اس شخص کو قتل کی اجازت نہین دی اور حضرت عمر اس وقت اُن لوگونکے

پھر اتفاق کہان رہا مولانا خفا نہین ہونا چاہیئے علامہ عینی وغیرہ کی تقلید نے بالکل کور وکر بنا رکھا ہے علامہ شوکانی وشیخ الاسلام ابن تیمیہ وحافظ ابن القیم علیہم الرحمۃ کی مدلل بدلائل واضحہ باتین آپ کے خاطر شریف مین تر کام کرتی ہین مولانا تحقیق اسکا نام نہین ہے کہ جانبین کے دلائل کو تامل کی نگاہ سے دیکھین حبک الشئی یعمی ویصم کا مصداق بننا اچھا نہین احقاق کا نام بلند پرواز ہے تمک خیال فرماوین اور آزردہ نہون-

قولہ صنہ سٹر اس حدیث کے کسی روایت مین ایسا لفظ نہین ہے کہ جس سے ظاہر ہو کہ ثلاث کا واحد ہونا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم شریف پر مبنی تھا نیت تاکید کو مداخلت نہ تھی **اقول** آفتاب پر سرپوش ڈالنا یا آنکھ مین دھول ڈالنا اسیکو کہتے ہین کیا مجعل واحدکا پر آپ کی نظر نہین پڑی کہین چالسا تو نہین لگا میرے خیال مین یہی بات جمتی ہے سن شریف چالیس سے شاید ہی متجاوز ہو ئی جناب یہ تو بتلاوین کہ اس تین کا ایک کرنے والا عہد نبری مین سواے ذات اقدس حضور پرنور محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا کون تھا کیا کسی دوسرےکو باوجود حکم الہی لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ کے مجال دم زدن تھی ہرگز نہین پھر ثلاث کا واحد ہونا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم شریف پر کیونکر مبنی نہین ہوا آپ تو غور وتامل سے کام نہین لیتے محض خودی مین چور رہین جو نوک زبان پر آیا فوراً کہہ گذرے آدمی را زبان فضیحہ کند پر خیال ہی نہین ہر آوردہ لوگونکی یہ کارروائی نہین بھلا یہ تو فرمایئے کہ کسی ایسی طلاق

علی رؤس الاشہاد بارفع صوت کہتے ہین کہ یہ سب حدیثین حضرت ابن
عباس رض کی حدیث مذکورہ بالا کی مبین ومفسر واقع ہین فتدبر اگر آپ
فرمائین کہ طلاق ثلاثہ واقعہ بمجلس واحد ثلاثہ مغلظہ ہے یہ حکم خود ثابت
کردہ حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم ہے دیکھو مصنف عبدالرزاق
مین عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے
اپنی زوجہ (عبادہ کی والدہ) کو ہزار طلاق دیدیا تو عبادہ بن الصامت
حضرت صلعم کی خدمت شریف مین گئے اور اس مسئلہ کو دریافت کیا تو
آپ نے ان کو یون جواب دیا کہ تین طلاق کے ساتھ اللہ کی معصیت
(خلاف حکم کرنے) مین وہ عورت (تمہاری والدہ) بائن ہو گئی باقی نو سو
ستانوے طلاقین عدوان وظلم ہوئین (اسپر) چاہے خدا ان پر
عذاب کرے یا بخشدے انتہے اگر وہ تینون طلاقین واحدہ
ہوتین تو آن حضرت عبادہ سے صاف فرما دیتے کہ جاؤ اپنے والد
سے کہو کہ وہ رجوع کرلین حالانکہ ایسا اس حدیث سے معلوم نہین
ہوتا تو جواب اسکا یہ ہے کہ صحت وسقم وقوت وضعف کا پتہ
اسناد کے نقل کرنے سے لگتا ہے اور آپ نے اس حدیث کو بہا
لاحقاق مین بلا نقل سند لکھدیا ہے اس حدیث کی سند کو لکھتے تو
رواۃ کے دریافت حال سے حدیث کے صحت وسقم وقوت وضعف
کا بہت جلد آسانی کے ساتھ پتہ لگ جاتا نہ معلوم حضرات نقادان
حدیث نے اس حدیث کی نسبت کیا گفتگو کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ

اس کارروائی پر تحمل و برداشت نہ کرسکے اور حکم ثلاث بطور خود نافذ کردیا
نفس الامر مین حکم ثلاث کوئی شرعی حکم نہین ہے جسکو اسکا خلاف ہو تو
وہ کوئی آیت قرآن نص صریح یا حدیث نبوی بین الالفاظ صحیح مرفوع
الاسناد دکھلا دے کہ طلاق ثلاثہ واقعہ بجلسہ واحدہ ثلاثا مغلظہ ہے
ایسے طلاق دہندہ کی بی بی اب اس طلاق دہندہ پر بے حلالہ کے حلال
نہین ہوسکتی ۔ یہ ایک بہت ذری سی بات ہے ایسا دکھلا دینے ہی سے
نزاع رفع ہو جائے گی جناب من آراسے رجال کو حدیث صحیح مرفوع
ابن عباس کان الطلاق الثلاث الحدیث کے مقابلہ مین ترجیح
و فوقیت نہین ہوسکتی ۔ شریعت محمدیہ نہین ہوئی اب تو جمہوری سلطنت کا
پارلی منٹی حکم یا پینڈ توں کی کہانی ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون
لیجئے بطریق تنزل بپاس خاطر آپ کے فرض مان لیا کہ اس حدیث
ابن عباس کان الطلاق الثلاث تجعل واحدۃ الحدیث مین گو
کوئی لفظ ایسا نہین ہے جس سے ثلاث کا واحد ہونا آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم شریعت پر مبنی ہو مگر حدیث ابن عمر و عویمر عجلانی و تمیمہ
بنت وہب و عائشہ بنت عبد الرحمن بن عتیک النصری وغیرہا مین تو
ضرور خود بنفس نفیس حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم واحد کا
نافذ فرمایا آپ کو شبہہ ہو تو ان احادیث مین بغور تامل نظر ڈالین
ہمتو مناسب سمجھتے ہین کہ اب عمدۃ الرعایہ جلد ثانی کا حصہ بذیل حدیث
عسیلہ کا حاشیہ دیکھ ڈالین غالبًا کشف غطا ہو جائے گا اب ہم

طلاق ثلاثہ محدودہ شرعیہ خلاف وقوع واتحاد مجلس ومعصیت اللہ کی وجہ کر غیر معتبرہ عند الشارع علیہ السلام ٹھیر کر واحد رجعی قرار دیگئے تو ما زاد علی الثلاث جو محض بے محل واقع کیے گئے کیونکر نہ ساقط عن الاعتبار ہون گے اگر بعض جزئی خاص مین کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل الاسناد حاکم جزئی ممدوح نہ ملے تو کیا حرج ہے یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ سارے جزئیات الی یوم القیامۃ وجود عہد نبوی مین پایا گیا اور آپنے ہر ایک کا جواب دیا اور ان جوابون کو کل صحابہ نے یاد کر لیا اور سب کتب احادیث مین قلمبند ہو گئے مان لین کہ اس جزئی خاص کے جواب مین کوئی حدیث نہ سہی پر اسی کے ہم شکل اسکی مقیس علیہ موجود ہے پس اسپر عمل کرین گے عدم وجدان دلیل قرآن وحدیث کے وقت تو قیاس کی ضرورت ہی پڑتی ہے کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل سے یمن روانہ کرتے وقت ان سے جو سوال کیا تھا اور انھون نے جو جواب دیا تھا آپ کو یاد نہین ہے آپ نے بیچ درمیان مین ایک محض بے ربط سوال لکھدیا تو اصل منشاء آپ کا اُس سے یہ ہوا کہ اس جزئی خاص مین تو کوئی حدیث نہین ہے پھر مجھے موقع اس کہنے کا ملیگا کہ قائلین وحدت کے پاس اس جزئی خاص مین کوئی دلیل نہین ہے من عند نفسہ واحد رجعی کا فتوی دیا دیکھو ہمارے پاس حدیث عبادہ مصنف عبدالرزاق والی دلیل صریح موجود ہے تو واضح رہے کہ یہ بات آپکی نہین سکتی

یہ کوئی صحیح حدیث نہین ہے آپکو گران معلوم ہو تو اس حدیث کی
سند لکھ دین تحقیق ہو جاویگی کوئی بڑی بات نہین ہے اگر یہ حدیث
عبادہ والی صحیح ہوتی تو حضرات نقادان حدیث ضرور اسکو واجب العمل
گردانتے مانا کہ صحاح ستہ مین نہ سہی انکے شروح مین تو حضرات
شراح اسکو ضرور نقل کرتے یہ تو بڑے معارکہ کی حدیث تھی۔ مولف
الاحقاق نے ضرور کسی اپنے مآل اندیشی سے سند کو ہضم کر ڈالا ہے
تاڑنے والے تاڑ گئے۔ اس حدیث کے علاوہ جو فتاوے حضرات
صحابہ کے مؤلف الاحقاق نقل کئے ہین اُن مین کوئی فتوے ایسا
نہین کہ جسمین حضرات نقادان حدیث نے کلام نہین کیا ہے ضرور
کیا ہے اور ضعیف وسقیم محقق کرکے اس سے دست بردار ہو گئے
ہین مؤلف الاحقاق اس کی تحقیق وتفصیل چاہین تو ہمارے رسالے
المغاث لاہل الغیاث کی سیر کرین **قولہ** صنہ۲ سطر۱۳ اگر کسی نے اپنی
زوجہ کو جلسۂ واحدہ مین تو طلاق دیدی اسکا جواب وہ کیا دینگے
بلا اعانت قیاس صریح مرفوع متصل الاسناد حدیث صحیح سے اس
صورت مین وحدت کا حکم ثابت کرین ورنہ یہان تین طلاق مغلظہ
تسلیم فرمائین **اقول** اگر کسی نے اپنی زوجہ کو جلسۂ واحدہ مین
نو طلاقین اکٹھی دیدیں تو اس صورت مین یہ جواب دیا جائیگا
کہ وہ طلاق دہندہ اپنی اس مطلقہ عورت سے حسب منشا حدیث
ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ کے رجوع کرلے اسواسطے کہ جب

فی صحیح المسلم والبخاری وغیرھما ان الطلاق الثلاث کانت
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحدۃ وکذا
فی عہد ابی بکر وصدرا من خلافۃ عمر ثم ان عمر امضاہ
علیہم انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ انتشار لمذہب الوحدۃ بعد
زمانہ حضرت عمر کے پایا گیا اور ان ایمہ دین نے بمقابلہ حدیث نبوی کے
امضاے عمر کا پرواہ نہین کیا اور اجماع قدیم کل صحابہ علی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعہد صدیق کا بہت بڑا اعتبار کیا
اب اس اجماع قدیم کے توڑ ڈالنے کے لیئے مؤلف الاحقاق کوئی
دلیل قوی پیش کرین ورنہ طلاق ثلاثہ واقعہ بجلسہ واحدہ کے واحد رجعی
کا اقرار کرین شرم نکرین۔ در طلب کردن حقیقت کار + از خدا
شرم دار شرم مدار پر عمل کرین اور سابق عبارت مولانا سے معلوم
ہوا کہ یہی وحدت بعض صحابہ سے منقول ہے اور یہی قول داود
ظاہری اور اسکے اتباع کا اور ایک قول امام مالک اور بعض شاگرد
امام احمد کا ہے اور یہ سب قائلین بعد حضرت عمر کے ہین اب رہگئی
یہ بات کہ حضرات صحابہ مین سے کن کن حضرات نے حضرت عمر کے
فتوے کا خلاف کیا سو اسکے واسطے ہم سردست صرف روضۃ الندیہ شرح
درر البہیہ کی عبارت نقل کردیتے ہین مؤلف الاحقاق غائر نظر سے دیکھین
اور اپنے دعوی سے باز آوین اور روبگریبان ہون والتابع انہ
یقع واحدۃ رجعیۃ من غیر فرق بین المدخول بہا وغیرھا

تا وقتیکہ اسکی صحت آپ ثابت کرنہ دکھلاوین اگر آپ اسکو ثابت کر
دکھلادینگے تو واقعی قایلین وحدت آپ کے ممنون ہون گے اور آپ
خیر الناس من ینفع الناس کے پورے مصداق اور اگر ایسا نکر سکینگے
تو وہ بیل سست اور مدعی چست کے مصداق **قولہ** ص۲۲ جسکی وجہ سے
ہم دعوی کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے اس فتوی پر تمام صحابہ کرام کا
اجماع ہو گیا کسی کا خلاف اس بارے مین منقول نہین ہے اور نہ
منقول ہونا ممکن ہے کسی کو دعوی ہو تو پیش کردے دوند خرط
القتاد **اقول** یہ دعوی آپ کا سراپا غلط ہے تمام صحابہ کرام کا اجماع
اس فتوی حضرت عمر پر منقول نہین اگر ایسا ہوتا تو آپ کے مایۂ فخر علامہ
بدر الدین عینی و مذہب جماہیر العلماء من التابعین ومن بعدہم نہین کہتے
بلکہ مذہب جماہیر العلماء من الصحابہ کہتے یہ قول علامہ عینیؒ کا صاف بیان
کر رہا ہے کہ جمہور صحابہ واحد رجعی کے قائل ومفتی تھے اور آپ کے
استاد مولانا عبد الحی لکھنوی مرحوم ومغفور نے بھی اقرار کیا ہے
کہ ھذا ھو المنقول عن بعض الصحابۃ وبہ قال داؤد الظاہری
واتباعہ وھو احد القولین لمالک ولبعض اصحاب احمد
کہئے آپ سچے یا یہ دونون حضرات اور دوسری جگہہ بھی مولانا مغفور لکھنوی
یون فرماتے ہین وانتصر لھذا المذھب ابن تیمیہ الحنبلی فی
تصانیفہ وتلمیذہ فی کتابہ زاد المعاد واغاثۃ اللہفان
وغیرھما ومن تبعھما وبسطوا الکلام فیہ حجتہم ما ورد

کیا ہے اور ابن المنذر نے اصحاب ابن عباس سے اسکو نقل کیا ہے

ف اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ

اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف اور زبیرؓ بن العوام اور اکثر اہل بیت رسول اللہ

کا یہی مذہب تھا اور یہی فتوے اب بھی اگر مؤلف الاحقاق نہ مانیں تو

اُن کی گاؤ زوری ہے ہم نے حضرت عمرؓ کے فتوے کا خلاف ثابت کر دکھلایا

اور عدم اجماع علی فتوی حضرت عمر کا آئینہ سامنے رکھ دیا دیکھنے والا دیکھ لے

علامہ ابن القیم نے اسمین بہت کچھ لکھا ہے ہم نے بخوف طوالت اُنکو

نہین لکھا نمونہ کے طریق پر تھوڑی سی عبارت یہان لکھ دیتے ہین وہ

یہ ہو لقد ادعی لبعض اھل العلم ان ھذا اجماع قدیم ولم تجمع الامة

ولله الحمد علی خلافه بل لم یزل فیہم من یفتی به قرنا بعد

قرن والی یومنا ھذا فافتی به حبر الامة وترجمان القرآن عبد الله

بن عباس کما رواه حماد بن زید عن ایوب عن عکرمة عن ابن

عباس اذا قال انت طالق ثلاثا بفم واحد فھی واحدة وافتی

بالثلاث واحدة الزبیر بن عوام وعبد الرحمن بن عوف حکاه عنہما

ابن وضاح واما التابعون فافتی به عکرمة وطاؤس واما

تابعو التابعین فافتی به محمد بن اسحاق وحلاس بن عمرو والحرث

العکلی واما اتباع تابعی التابعین فافتی به داؤد بن علی واکثر اصحابه

وافتی به بعض اصحاب مالک وافتی به بعض الحنفیة وافتی به بعض اصحاب احمد

انتھی بعض اہل علم نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ اجماع قدیم ہے اور الحمد للہ

وهذا مذهب ابن عباس على الاصح وابن اسحاق وعطاء و
عكرمه واكثر اهل البيت وهذا اصح القول انتهى یعنی چوتھا
قول یہ ہے کہ وہ طلاق رجعی واقع ہوگی مدخولہ وغیر مدخولہ کا اسمیں
کوئی فرق نہین ہے اور یہی مذہب حضرت ابن عباس کا علی الاصح ہے
اور ابن اسحاق اور عطا اور عکرمہ اور اکثر اہل بیت کا اور یہ چوتھا
قول اور قولون سے زیادہ ترصحیح ہے اور اسمین ہے وقد حکی
ذالك عن ابی موسی وابن عباس وطاؤس وعطاء وجابر
بن زید واحمد بن عیسی وعبد الله بن موسی ورواية
عن علی ورواية عن زید بن علی والیه ذهب شیخ الاسلام
ابن تیمیه والحافظ ابن القیم وقد حکاه ابن مغیث فی کتاب
الوثایق عن علی وابن مسعود وعبد الرحمن بن عوف والزبیر
وحکاه ایضا عن جماعة من مشائخ قرطبه ونقله ابن
المنذر عن اصحاب ابن عباس انتهى یعنی اور بھی حکایت کی گئی
ابی موسی اور ابن عباس اور طاؤس اور عطاء اور جابر بن زید اور احمد
بن عیسی اور عبداللہ بن موسی سے اور بھی روایت ہے حضرت علی اور
زید بن علی سے اور اسی کیطرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم
گئے ہین اور اسی کو ابن مغیث نے کتاب الوثایق مین حضرت علی اور
حضرت ابن مسعود اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت زبیر سے
حکایت کیا ہے اور نیز اسیکو ایک جماعت مشائخ قرطبہ سے حکایت

ورسالہ ہدی وغیرہا کتب حضرت علمائے قائلین وحدت کو ملاحظہ فرمائین انشاء اللہ
تعالے کشف الغطا علی سبیل الکمال ہو جائے گا حق تو یہ ہے کہ قائلین وحدت
کے پاس نہایت پرزور دلائل قرآن وحدیث واجماع صحابہ اور قیاس ائمہ سے
موجود ہے اور یہ اجماع قدیم ہے اس کے بعد اجماع ہی نہین ہوا جو
اس اجماع قدیم کو باطل کرے بالفرض ہوتا بھی تو اس کو حکم رسول و
اجماع قدیم کے باطل اور رد کرنے کی طاقت نہ تھی اسواسطے کہ یہ تو اصولی
مسئلہ ہے کہ اجماع لاحق جو اجماع سابق کا مخالف ہے وہ اجماع سابق کا
رافع نہین ہوسکتا مولف الاحقاق صرف عینی کی تحریر پر تکیہ کرکے اجماع
کا دعوی کر بیٹھے اور من صنف فقد استہدف کا کچھ خیال نہین کیا مولف صاحب
منطقی مسئلہ نہین ہے یہ سندی مسئلہ ہے اسمین سند کی اشد ضرورت ہے
کسی کے آئین بائین شائین کی شنوائی نہین کیجئے اس عبارت سے علامہ
ابن القیم کے آپ کی قطع وبرید کا بھی پتہ لگ گیا آپ نے محض بے چارے
عوام کے دھوکہ دہی کیواسطے لکھ مارا کہ حافظ ابن القیم کو بھی اقرار ہے
کہ بجز حضرت ابن عباس کے کسی صحابی کا فتوے اس کے خلاف مین نہین
ہے مولانا عبارت ماسبق کو دیکھ کر حضرات ناظرین منصفین آپ سے کسقدر
حسن عقیدت رکھین گے سچ ہے ؎ چو قاضی بفکرت نویسد سجل ؛ نگردد ز
دستار بندان خجل ؛ خود کردہ راچہ علاج یہ تو مولف الاحقاق کو الزامی
جواب دیا گیا ہے تحقیقی جواب ناظرین ہمارے المغاث لاہل الغیاث مین دیکھین
قولہ صـ ۲۲ سـ ۳ ملخص مقام یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ کا مغلظ ہونا قرآن وحدیث

کر سکے خلاف مین امت نے اجماع ہی نہین کیا بلکہ ان مین قرنا بعد قرن
آج تک برابر اسی کے ساتھ فتوے دیتے آئے اور اسی کے ساتھ
حبر الامہ اور ترجمان القرآن حضرت ابن عباس نے فتوی دیا ہے
جیسا کہ اسکو حماد بن زید نے ایوب سے اور انھون نے عکرمہ
سے اور انھون نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب کوئی
شخص اپنی زوجہ سے بیک زبان انت طالق ثلاثا کہے تو وہ ایک
طلاق ہے اور اسی ایک کا فتویٰ زبیرؓ بن عوام اور عبدالرحمٰن
ابن عوف نے دیا ہے اسکو ابن وضاح نے ان دونون سے حکایت
کی ہے (یہ دونون حضرات صحابہ ہین) اور تابعین مین سے عکرمہؒ
اور طاؤسؒ نے اسیکے ساتھ فتویٰ دیا ہے اور تبع تابعین مین سے
محمدؒ بن اسحاق اور طلاسؒ بن عمر اور حوثؒ عکلی نے اسی کے ساتھ
فتویٰ دیا ہے اور اتباع تبع تابعین مین سے داؤد بن علی اور اسکے
اکثر اصحاب اور بعض اصحاب مالک اور بعض حنفیہ اور بعض شاگرد
امام احمد نے اسیکے ساتھ فتوے دیا ہے یہ تو چیدہ چیدہ حضرات
صحابہ وتابعین ومن بعدہم کے اسماے گرامی نقل کرکے دکھلادیا
گیا کہ یہ سب حضرات حضرت عمرؓ کے فتوے کے مخالف ہین ان کے علاوہ
لا تعد ولا تحصی حضرات علماء من الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم ہین جنکے
اسماے گرامی بخوف طوالت چھوڑ دیے گئے مولف الاحقاقؒ اگر تحقیق
منظور ہے تو زاد المعاد و اعلام الموقعین واغاثۃ اللھفان ومسک الختام

صدیق مین بھی اس پر عمل رہا اور تین برس یکقلم زمانہ عمر مین بھی اسپر عمل رہا حضرات ناظرین اولی الالباب اسکو خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہین محض ذری ذری باتون پر تو آپ متنبہ فرمائے جائین اور علانیہ ارتکاب زنا ہو اور کوئی آیت اسکی انسداد مین نہ اترے واقعی بڑے تعجب کی بات ہے اس تیس۳۰ پارے قرآن مجید متداول بین الناس من عہدہ صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا ہذا مین تو کہین اس مضمون کی آیت نہین کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ مغلظہ ہے شاید اور کوئی دوسرا قرآن ان مقلدون کے پاس ہو جیسا کہ رافضیون کے نزدیک دس پارے حضرت عثمان کے خاک کردہ ذہن نشین ہین تو اس مین یہ مضمون ہو تو تعجب نہین مؤلف الاحقاق کو مناسب تھا کہ پہلے اس آیت کو درج رسالہ کرتے آیہ الطلاق مرتان سے یہ استدلال اُن کا ہرگز صحیح نہین اس مین تراخی بین الطلقات شرط ہے اسی وجہ کر آنحضرت نے ابن عمر سے رجوع کرا دیا۔ صرف قرآن و حدیث کا لفظ لکھدینا کافی نہین باقی رہا اجماع ائمہ اربعہ وسلف خلف کا دعویٰ تو یہ بھی ان کے علامۂ عینی اور مولانا عبد الحی مغفور لکھنوی کی تحریر سے غلط ثابت ہوتا ہے دیکھو علامۂ عینی صاف فرما رہے ہین کہ فیہ خلاف مذہب طاؤس ومحمد بن اسحاق والحجاج بن ارطاۃ وابن مقاتل والظاہریۃ الی ان الرجل اذا طلق امرأتہ ثلاثا معا فقد وقعت علیہا واحدۃ واحتجوا علی ذالک بما رواہ مسلم من حدیث طاؤس ان ابا الصہباء قال لابن عباس الم تعلم انما

واجماع صحابۂ کرام و اجماع ایمہ اربعہ وسلف و خلف سے ثابت ہے **اقول**
ابھی ہم اوپر ثابت کر دکھلا چکے کہ طلاق ثلاثہ جلسۂ واحدہ والی واحد رجعی
ہے اسی پر پورے عہد نبوی اور عہد صدیقی اور تین برس تک عہد عمری
مین بلانکیر منکر احد من الصحابہ اجماع و اتفاق پایا گیا اور اسکے خلاف مین کسی
نے لب کشائی نہین کی اور اسپر کسی فرد بشر افراد امت محمدیہ کو انکار نہین ہے
حتی کہ مؤلف الاحقاق نے بھی محض زبانی اقرار نہین بلکہ لکھ دیا ہے صرف
تقلیدًا اتنی بات بنائی ہے کہ یہ واحد ہونا مبنی علی تاکید البتۃ تھا مگر اسپر
دلیل ندارد ہے تو وہی امام نووی کی بات آگے اللہ اللہ خیر صلاح
ناظرین ہماری بات کا اعتبار نکرین تو رسالہ الاحقاق کو اوّل سے آخر تک
غائر نظر سے دیکھ جاوین کہین دلیل نہ پاوین گے۔ اگر یہ عمل ورآمد حضرات
صحابہ کا خلاف قرآن ہوتا اور جناب باری عز اسمہ کی مرضی کے خلاف کام
ہوتا تو فورًا اللہ رب العالمین الباب الخلاف کوئی آیت ضرور نازل فرماتا
کیونکہ ابھی نزول وحی کا زمانہ منقطع نہین ہوا تھا اور ایسی بات بھی نہین ہو
کہ اس ایقاع تلاث بمجلس واحدی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی
اطلاع ہی نہین ہوئی اچی اطلاع بھی ہوئی اور خفا بھی ہوئے اور
ایلعب بکتاب اللہ، وانا بین اظہرکم بھی فرمایا اور حکم رجعت عبد اللہ بن
عمر اور عبد الرحمن بن زبیر وغیرہما حضرات صحابہ کو بھی سنایا اسقدر
ڈبل کارروائی پر بھی کوئی آیت قرآنی اس کے خلاف مین نہین
اتری حتی کہ آپ نے دنیا سے رحلت بھی فرمائی بعد ازان کل زمانہ خلافت

فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ صاف فرمان باری موجود ہے ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا اسپر بالا اور یہ بھی قرآن ہی شہادت دیتا ہے کہ آپ اپنی من مانی بات نہین فرماتے بلکہ مایوحی بیان کرتے ہین اور آپکی اطاعت عین اطاعت الٰہی ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولے فما ارسلنٰک علیھم حفیظا اسی کی تائید کرتی ہے فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما اسی کیطرف داعی ہے والفرض علینا وعلی الامۃ الاخذ بحدیثہ وترک کل ما خالفہ ولا نترکہ لخلاف احد من الناس کائنا من کان یہی بات تو یہی ہے ایمان تو اسی کو مقتضی ہے اللھم ارزقنا حلاوۃ الایمان وقصد طاعتک واتباع رسولک وتوفنا مسلمین والحقنا بالصالحین آمین ثم آمین والان قد لاح کالشمس فی نصف النھار من ھذہ الادلۃ الساطعۃ والبراھین القاطعۃ ان ایقاع الطلاقات الثلاث معا فی مجلس واحد بفم واحد کانت طالق ثلاثا او بتکرار الالفاظ کانت طالق انت طالق انت طالق واحدۃ کما یدل علیہ القرآن والاحادیث الصحیحۃ المرفوعۃ واجماع الصحابۃ ومن بعدھم من علماء الامۃ وائمتھا الی یومنا ھذا بدلالۃ واضحۃ صریحۃ لا محیص لاحد ان یتفوہ بخلافھا ولم یاخذ بہ الا شرذمۃ قلیلۃ من اصحاب التقلید الجامد والرای الفاسد الکاسد

كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابي بكر وثلاثا من امارة عمر فقال ابن عباس نعم۔ اسپر اجماع سلف ہوتا تو علامہ عینی جیسا متعصب آدمی ایسا نہین لکھتا بلکہ فیہ اجماع دگیری کے ساتھ لکھ دیتے باقی رہا اجماع ائمہ اربعہ تو اسکو آپکے استاد مولانا لکھنوی علیہ الرحمۃ نے غلط ثابت کر دیا دیکھئے وہ صاف لکھتے ہین وهو احد القولين لمالك ولبعض اصحاب احمد اب کہئے آپ سچے یا یہ دونون حضرات ہمکو علامہ عینی کی تحریر استعجاب ہے کہ پہلے کس منہ سے فرمایا تھا واحتجوا على ذالك بما رواه مسلم الخ اور پھر کس منہ سے ان قائلین وحدت کی نسبت ان کے مخالفین کے قول من خالف فيه فهو شاذ مخالف لاهل السنة کو لکھ دیا نالائق تعصب کی مٹی خراب اس کی بدولت آدمی جس حد کو نہ پہونچ جائے سو تھوڑا ہے خیر جو الحمد ان الله يحكم بينهم فيما هم فيه يختلفون اب مسلمانون کو یہ دیکھنا ضرور ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کا صریح فیصلہ کیا ہے … نظر سے دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ طلاق … واحدہ واحدہ ہی ہے اس کے مغالطہ ہونے پر کوئی دلیل قرآن … حدیث و اجماع … صحابہ سے ہرگز نہین ہے جسکو مخالفین اپنی دلیل سمجھ رہے ہین اور … اس کے منوانے پر زور ڈال رہے ہین اس مین اُن کی سمجھ کی غلطی ہے اس مسئلہ مین جو فیصلہ نبوی اور صحابی ہے وہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے مسلمانون کے لیئے وہی فیصلہ کافی ہے دائین بائین دیکھنے کی ضرورت نہین لقد کان لکم

ذکرنا لا آنفا کفایۃ لمن لہ العقل السلیم واللہ یھدی من یشاء الے صراط مستقیم **قولہ** صفحہ ۳ مختصر جواب یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ فی جلسۃ واحدۃ کی دو صورت ہے ایک بکلمۃ واحدۃ جیسے انت طالق ثلاثا دوسرے بکلمات مکررہ جیسے انت طالق انت طالق انت طالق - آجکل عوام کالانعام اس سے بالکل بینونت و انقطاع کا ارادہ کرتے ہین اور ہندوستان مین خاصکر عوام مین نیت تغلیظ ہی کی مروج ہے نیت تاکید کی گویا مفقود ہے اسلیئے یہ دونون قسمین بموجب آیت قرآن شریف اور احادیث مرفوعہ صحیحہ وفتاوے واجماع صحابہ کرام و ائمہ اربعہ علام تین طلاق مغلظہ ہے واحد رجعی نہین ہے **اقول** یہ دونون قسمون کی طلاقین ہرگز مغلظہ نہین ہین بلکہ واحد رجعی ہین ایسا طلاق دینے والا اپنی زوجہ مطلقہ ثلاثا مغا سے رجوع کرسکتا ہے قرآن وحدیث واجماع صحابہ واتفاق ائمہ علام سے یہی بات کالشمس فی نصف النہار تابان و درخشان ہے اسکو ہمنے اوپر مین ثابت کردکھلایا ہے - طلاق دہندہ جب طلاق دیتا ہو تو اسوقت اسکی پکی نیت بھی ہوتی ہے کہ اب اس عورت سے مجھے کوئی واسطہ وسروکار نہین ہم اسکو نہین رکھین گے ہان اس طلاق دہی کے پیچھے البتہ ضرور خیال ہوتا ہے کہ افسوس مین نے یہ کیا کیا اور ندامت پیش آتی ہے اور رستہ ڈھونڈھنے لگتا ہے اہل تجربہ اسکو خوب جانتے ہین - اسمین تمام روے زمین کے طلاق دہندہ برابر ہین ہندوستان یا اور دوسرے ملک کی کوئی خصوصیت نہین اور نہ آجکل اور پرسون ترسون کو کچھ دخل ہے اور نہ نیت تاکید کی اسمین مداخلت ہے

وان جواز الرجعة فی الطلقات الثلاث المرسلة معا من الامور
الظاهرة الباهرة التی دلت علیها الادلة الواضحة من القرآن
والاحادیث الصحاح والاجماع القدیم ولم یجمع الامة وللّٰه
الحمد علی خلافه بل لم یزل فیهم من یفتی به قرنا بعد قرن
والی یومنا هذا واتفقت علیها الامة وائمتها من الفقهاء
المحدثین المدققین لاعبرة ولا اعتبار لمن خالفهم من
المقلدین المتعصبین المتاسفین والیها ذهب امام الائمة
الامام البخاری علیه الوف الوف رحمة من الباری
کما بینته به بیان واضح فی موضعه آنفا وما ذکره المخالفون
من الادلة الضعیفة الواهیة التی تدل علی تغلیظ الثلاث
فهو اوهن من نسج العنکبوت وهذا اوضح لا یخفی علی من له
البصیرة الوافیة فی القرآن والاحادیث فلا یلیق لطالب
الحق یلتفت الی الادلة الواهیة للمخالفین ومن تفوه ان
الرجعة فی الطلقات الثلاث معا ممنوعة ومحرمة فلا
یرتکبها الا من یرتکب القول علی اللّٰه والافتاء فی الدین
بغیر علم العیاذ باللّٰه ولا شک ان مثله من الذین لا یعقلون
شیئًا ولا یهتدون من الذین هم کالانعام بل هم اضل سبیلا
کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا اعاذنا اللّٰه
وسائر المسلمین من تفوه هذه الهفوات الباطلة وفیما

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد فقد وصل
الى رسالة مسماة باظهار الشقاق لمولف الاحقاق الفهامي
في الله للتمسك بالآثار والسنن اللوذعي الذكي ابو عبد الوهاب
المولوي السيد علي حسن امطر الله عليه من سحائب المنن ووقاه
طوارق الحدثان ونوائب الزمن فنظرت فيها وطالعت جملة
صالحة منها فحقق عندي ان ما فيها من المقاصد والمطالب متحلي
بحلي الصدق والصواب واظن ان لا يرتاب فيما قلت الا من حرم
حظه من فقه السنة والكتاب والحق الحقيق بالقبول لنثار الفقه
المباني فالفقه المعاني لتعجب بمتانتها الاسماع والاذهان كيف
لا وان كل فقرة منها ضراب لادلة الاحقاق وسيل جراف
لعمارتها الضعيفة البنيان ولعمري ان الاظهار جواباً وفاقا
للاحقاق وذلك من سنة الله وفي امثال المثل السائر كما تدين
تدان فلله در مولف الاظهار حيث اجاد فيها الف وساد
وصعد معارج التحقيق راعيا منهج الانصاف وفاز بحمد الله
بما رام واراد جزاه الله عنا وعن سائر المسلمين ومتع الطائفة المنصورة
عصابة اهل الحديث بطول بقائه الى حين واني لم اقتصر على مطالعة
الاظهار بل قد طالعت اولا رسالة الفاضل الشهير المولوي
عبد الوهاب البهاري المسماة بالاحقاق في مسئلة الطلاق

یہ صرف اپنی من گڑھت ہے پس جیسے عہد نبوی اور صدیقی سے لیکر آج تک برابر ایسی تینون طلاقوں پر واحد رجعی کا فتوی جاری رہا اب بھی قیامت تک جاری رہنا چاہیئے شریعت محمدیہ کی ناسخ کوئی دوسری شریعت قیامت تک نہین ہوگی ہان ایسا ہو تو اسکی بات الگ ہے واذلا فلا ایسی دونون قسمون کی طلاقون کے مغلظہ ہونے پر نہ تو قرآن مین کوئی آیت ہے اور نہ کوئی حدیث نبوی صحیح مرفوع الاسناد ہے۔ اور نہ اجماع صحابہ ہے اور نہ اجماع ایمہ دین یہ فقط حضرات مقلدین متعصبین کی اپنی اپنی چہ میگوئیان اللہ انپر رحم کرے یہ تشریع جدید من عند انفسہم پر زمانہ جلیٹھہ کی بیج کیطرح جمگئے ہین ان بندگان خدا نے کس بیباکی اور دریدہ دہنی سے اپنے مخالفین پر ارتکاب زنا کا الزام عائد کردیا فرا بھی حیا ان کو دامنگیر نہین ہوئی صحابہ و تابعین ومن بعدہم من علماء الدین الی یومنا ہذا تک کسیکو نہین چھوڑا اللہ آپکو ہدایت کرے اور صراط مستقیم ما انا علیہ و اصحابی پر لگا دے آمین آمین آمین یہ مختصر سی تحریر طالب راہ حق کیلئے کافی و وافی ہے کج بحثونکی تو بات ہی الگ ہے۔ امید کہ مؤلف الاحقاق بنظر انصاف اسکو ملاحظہ فرمائین چراغ پا نہون جب اس معرکۃ الارا مسئلہ کے لق و دق میدان مین خرامان ہوئے ہین تو انشاء اللہ تعالی مجھے اپنے اللہ رب العالمین سے امید قوی ہے کہ اُن کی اصلاح فرما دے ہم اُن کو معذور خیال کرتے ہین یاران کلکتہ کی روشن خیالی نے غالباً انکو تحریر الاحقاق پر باعث کیا ہے آئندہ یار باقی و صحبت باقی حررہ ابو عبد الوہاب علی حسن جیلانوی البہاری مولدا و مدہو فوی مسکنا ۹ جمادی الاولی یوم پنجشنبہ سنہ ١٣٢٠ھ بمقام چاندنی و تاحکمہ جنگی پور ضلع مرشد آباد ٭

تمت

بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها الخلان طيبوا وابشروا | بشرى لكم ما عمّه الاحباب
او تعلمون ما يّ ذات مسرّة | بشّرتكم وافتكم باداب
بشّرتكم مد لح تاليف لمن | هو فائق علماً على الاقران
حبر نبيل بارع متبحّر | في كلّ علم سيّما الاعراب
اعني اللبيب اللوذعي علي حسن | نجل الكرام السادة الانجاب
فبذلك التاليف قد بشّرتكم | فاسعوا اليه بسعي مرتاب
مبناه فيه جزالة وبرهانه | معناه فيه سلاسة الاعجاب
وبدا دلائله وغرّه مرتبا | يسمو على نهج الصباح التالي
جاز الفوائد كلها ولقد علا | بفصاحة وبجودة الاسهاب
قد زاده على قصير هانئ | في هذه الاصقاع والالباب
وابن اسمه تاملاً ولعطفاً | المهدي والوهاب متّصلان
قد اقرّ كلّهم في شانه فتفوّهوا | بكماله في منطق الابواب
هذا الذي سمّيته لك يا فتى | قد قام للتاليف والكتّاب
واراد افناء فائق واسنى | من شاسع الاحقاق والالقاب
واراد بسط القول فيه فقد اتى | مؤلَّف هو نخبة القيبان
فانّ المؤلّف سيد انّ وجوده | نائي عن التحقيق والبرهان
موضوعه لتغليط طلّاب | تلك اثر سلكت في حلية تلّاب
عنوانه الاحقاق واعني ان له | ابن له استحقاق ذا العنوان

فاذا اتى ذا المنطقي ليبطل المتوغل الحق في صفة الاذهاب
قام النبيل علي حسن بدلائل الاجماع والآثار والقرآن
واتى بتاليف يزلزل قاصد الاحقاق منه فخرٌ للاركاب

اولا ارتث الناس عيراً جامعاً | وكتابه شتّر طوارق الحدثان
بلغ الكلام الى الختام وجاءني | انداء ارّخ لانطباع التاهب
نظم الضيا في ارخه مستحسناً | فبدا له من هاتف تاريخ ثاني
هو خير تاليف بطرح ثلثة | والحمد لله العلي التوّاب

ثم راجعت البصر في الاحقاق كرتين من اولها الى آخرها مجردا نفسي
عن الركون الى احد الجانبين فرأيتها يناقض بعضها بعضا
سميت بالاحقاق وما فيها من الاحقاق من رائحة ولو في عدة
سطور ولنعم ما قيل انه قد يسمى الزنجي بالكافور قد استدل
مولف الاحقاق بدلائل خمسة لا يصلح واحد منها للاستدلال
به على مدعاه بل كل منها اسرع زوالا من الظل الزائل عند
من اوتي الرسوخ في العلم وبلغ من العلم منتهاه فليت شعري
كيف اجتراء مولفها وهو من الاعيان على مثل ما اتى به فيها
من الزلات والعجب منه حيث زعم ان رسالته كالجبل
الراسي ولم يبال عاقبة الامر من مواخذة الجهابذة وتعقبات
الثقات وكان يخطر ببالي ان اتعرض ههنا لذكر شيء من الادلة
التي سيقت فيها ولنقدها تسويدا لكني امسكت نفسي عن ذلك وما رأيته
بعد التامل امرا سديدا وذلك لاني رأيت الاظهار كافية لرد ما في
الاحقاق بحيث تشفي العليل وتروي الغليل ولاني في مقام تحرير التقريظ
وهو يقتضي الايجاز ويابى البسط والتطويل ومع هذا اني اريد جزما
ان افرد تحقيق هذه المسئلة في جزء بسيط ان شاء الله وهو حسبي ونعم
الوكيل هذا وختم الكلام بحمد الله الملك العلام وانا العبد المفتقر
الى الله ابو الصلاح محمد [illegible] الاعظمي عفى الله ولوالديه
ورزقه الاستقامة على دين الحق والصراط السوي

جواب ہے - حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت مین
وقوع طلاق ثلثہ کا فتوے دینا منجملہ سیاستی امور کے تھا اور یہی
حق ہے - اور امام المحدثین حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی جانب
اس مسلک کی نسبت کی غلط بیانی اور رد حدیث عویمر عجلانی وحدیث
عائشہ وحدیث رکانہ بن عبدیزید کے متعلق ایسی عمدہ بحث لکھی
گئی ہے کہ مولف الاحقاق کی ایک دلیل بھی اپنی جگہ پر قائم نہ رہی
ہر ایک ھباءً منثورا ہو گئی جیسا کہ اہل انصاف بعید از اعتساف پر
پوشیدہ نہین ہے اللہ پاک مولف رسالہ اظہار الشقاق کو جزائے
خیر دے اور مسلمانون کو اس سے مستفید فرماوے - آمین ثم آمین -

حررہ اضعف عباد اللہ ابو الحا ابو المعالی محمد علی المعیھی المو ــــــ ہی
والد انا فوریا عفی لہ ولوالدیہ

مرقوم ۲۴ - جمادی الاولے روز شنبہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۴ - جون ۱۹۱۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاحقاق واظہار الشقاق

مین نے بعد مطالعہ رسالہ الاحقاق مؤلفہ مولوی عبد الوہاب بہاری
کے اس کے جواب بر رسالہ اظہار الشقاق مولفہ جناب مولوی علی حسن صاحب
جیلانوی بہاری کو من اولہا الی آخرہا بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مجیب مصیب نے
اس مین ان کے دعوے کو مطرود ومردود کر کے اپنے دعوی کو ثابت
وموجود رکھا ہے بدو وجہ اولاً بدلائل قاطعہ آیات کریمہ قرآنی

الاحقاق

اس نام کا ایک رسالہ جناب مولوی عبدالوہاب صاحب بہاری نے تحریر فرماکر مشتہر کرایا ہے۔ اس مین آپ نے بخیال اپنے پرزور دلائل سے یہ ثابت کرنے کی بلیغ کوشش کی ہے کہ جب ایک جلسہ مین تین طلاقین بلفظ واحد یا بتکرار دی جائین تو تینون واقع ہوتی ہین نہ واحد رجعی جیساکہ مذہب اہلحدیث کا ہے۔ اور اس دعوے پر ایک دلیل یہ بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین وقوع طلاق ثلثہ کا فتوی دیا ہے اور اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہے۔ حدیث عویمر عجلانی وحدیث عایشہ وحدیث رکانہ بن عبد یزید کو بھی اپنے مدعا پر دلیل گردانا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ امام المحدثین حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کا بھی یہی مسلک ہے الغرض مولف کو اس رسالہ پر بڑا ناز ہے اور اسکو اپنا مایہ فخر سمجھتے ہین۔ اسی رسالہ کے جواب مین یہ رسالہ موسومہ **باظہار الشقاق لمولف الاحقاق** ہمارے مکرم دوست جناب مستطاب مولوی علی حسن صاحب گیلانی بہاری نے تالیف فرمایا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ جواب الجواب نہایت مدلل اور محققانہ طور سے لکھا گیا ہے۔ مینے بغور دیکھا اور رسالہ **الاحقاق** کو سامنے رکھکر دیکھا۔ حقیقت مین یہ جواب الجواب دندان شکن ومسکت خصم

مذکور کو مطرود و مردود کر کے صورت مسئولہ عنہا مین اپنے دعوی وقوع ایک طلاق رجعی کو مدلل و مبرہن کر کے ثابت کر دیا ہے اور حضرت عمرؓ کے امضاء حکم سیاستی عقوبتاً وجہ وجیہہ اور ان کے نادم ہو کر اپنے قول سے رجوع کرنے کی کیفیت پورے طور سے بیان کر دی ہے و نیز بوجہ مذکور بنا بر مصلحت وقت سیاستہً و عقوبتہً طلاق ثلثہ کو اپنے وقت کے جلد باز لوگون پر جو جاری کر دیا ہے تو دو احتمالون سے خالی نہین یا تو وہ تین طلاق ایسی مغلظہ ہون گی کہ عورت مطلقہ بغیر نکاح تحلیل کے بوجہ من الوجوہ اپنے شوہر اول کے لئے حلال ہو سکے یا ایسے مغلظہ ہون گے بر تقدیر اول مولف الاحقاق حضرت عمر رضہ کے زمانہ کے کسی ایسی عورت مطلقہ کا نکاح تحلیل معہ اُسکے نام و نشان کے بروایت صحیح ثابت کر دین و بر تقدیر ثانی ایسی تین طلاق کو مغلظہ غلیظہ نہ کہین اور کسی عورت ایسی تین طلاق والی پاک دامن کے دامن پر حلالہ کر کے دھبہ نہ لگائین کیونکہ وہ بجائے حلالہ کے حرام سے واقع ہو گا اور مفتی اور مستفتی سب کے سب گنہگار اور عذاب الہی مین گرفتار ہون گے اور مابین ان دو احتمالون کے ایک نکتہ ہے نہایت باریک اسکو جو غور کر کے سمجھ لے گا امیرالمومنین حضرت عمر رضہ کے بعض رموز و اغراض سے بخوبی واقف ہو جاوے گا فتدبر و تشکر۔ بہر کیف ہر گاہ حضرت عمر رضہ نے اپنے حکم سیاستی اور

و دلائل ساطعہ احادیث صحیحہ حبیب ربانی باین طور کہ ان مین سے بعض بعض آیات واحادیث کو لے کر موقع موقع سے اپنے اس رسالہ مین درج فرماکر صورت مسئولہ عنہا مین ان کے دعوے وقوع تین طلاق مغلظہ کو اور جمیع اقوال مع تصدیقات وضمیمہ وضروری التماس متعلقہ آخر رسالہ کو بکمال متانت وفطانت بدلائل قویہ مذکورہ ودجج مضیہ مسطورہ باطل وعاطل کالعھن المنفوش کرکے اپنے دعوے وقوع ایک طلاق رجعی کو مدلل ومبرہن کرکے ثابت وبرقرار رکھا اور بہ نسبت بعض آیات واحادیث کے ان کی قصور فہمی اور بہ نسبت مسلک امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انکی غلط بیانی اور بہ نسبت بعض احادیث غیر مستند کے انکی چرب زبانی بعنوان شایستہ ثابت کرکے اُن کے ناز وفخر اور خوش بیانی اور شطوطا لی ولفوہ ہا ہیچو من دیگرے نیست کو نیست ونابود کرکے ان کو مہمل بنادیا پس چونکہ یہ مختصر رسالہ جواب الجواب لاجواب مثبت حق صریح و مبطل باطل قبیح ہے کاتب الحروف اس موجز رسالہ کو مطالعہ کرکے آیہ کریمہ جاء الحق وزھق الباطل الایۃ کو مکرر تلاوت کرتا ہے و دیگر اخوان اہل حدیث کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے فتدبر فیہ۔

ثانیاً بدلیل اجماع قدیم وقیاس صحیح وسلیم چنانچہ مؤلف اظہار الشقاق نے حسب اس شق کی بھی بکمال توضیح وتلویح مؤلف الاحقاق کے دعویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اما بعد پہلے مین جناب مولوی عبدالوہاب صاحب بہاری مولف الاحقاق کے حقیقی علمی ہمتون کی داد دیتا ہون شک نہین کہ رسالہ الاحقاق علم کے مذاق سے بھرا ہوا ہے مگر ساتھ ہی اسکے جناب مولانا مولوی ابوعبدالوہاب علی حسن صاحب گیلانی ثم مدہپوری کی تحقیقات رسالہ ہذا اظہار الشقاق مین بمقابلہ تحقیقات مولوی عبدالوہاب صاحب موصوف کے ایسی ہے جیسے باپ کی نسبت بیٹے کے ساتھ چنانچہ رسالہ الاحقاق وبجواب اس کے رسالہ اظہار الشقاق دونون کے ملاحظہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مولوی ابو عبدالوہاب صاحب مولف رسالہ اظہار الشقاق نے الاحقاق کو تردیداً اپنے علمی گود مین ایسا کھلایا ہے جیسے کسی محض شیرخوار بچہ کو کھلایا جاتا ہے حق تو یہ ہے کہ مولف اظہار الشقاق کی تحریرون کا نتیجہ مطابق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا چاہئیے اسلیئے کہ مولف الاحقاق واظہار الشقاق دونون نے اس بات کو اپنے اپنے رسالے مین تسلیم کرلیا ہے کہ از زمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ عنہ تا اوائل خلافت عمر رضی اللہ عنہ بلاخلاف ایسا ہی رہا کہ طلاق ثلاثہ فی جلسۃ واحدۃ طلاق واحد رجعی شمار کیا جاتا تھا نہ مغلظہ الا مولف الاحقاق نے بخلاف مولف اظہار الشقاق یہ دعوے کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت سے اس بات پر اجماع ہوگیا کہ طلاق ثلثہ فی جلسہ واحدۃ طلاق مغلظہ ہے نہ واحد رجعی مگر یہ دعویٰ منقوض ہے

فتوے سے رجوع کیا تو اب بموجب اسکے فتوی دینا اور
عمل کرنا نہ بموجب فتوے رسول صلعم کے محض گمراہی وتباہی
وکجروی بلکہ الٹی چال ہے اس مین ہدایت کی بو نہین
افمن یمشی مکبا علی وجہہ اھدی امن یمشی
سویا علی صراط مستقیم والعجب کل العجب کہ بموجب حکم
وفتوے سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام صورت مسئولہ عنہا
مین وقوع ایک طلاق رجعی کا موجب بدکاری وزناکاری
ہو اور بموجب حکم فتوے سیاستی مرجوح و رجوع حلالہ کا
فتوے دینا کہ نفس الامر مین عین حرام ہے پرہیزگاری
وتقوے شعاری ہو کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم
نعوذ باللہ من ذالک اللہ جل شانہ وعم نوالہ جمیع اہل اسلام
کو ایسی جہالت وضلالت سے مصون ومحفوظ رکھے۔
آمین ثم آمین

نمقہ ابو محمد عبد الصمد فتحفوری ثم الدانافوری
حماہ اللہ من شر حاسد اذا حسد بلطفہ السرمدی
مورخہ ۲ رجمادی الثانی روز جمعہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۰ رجون ۱۹۱۰ء

الجواب صحیح والمجیب المصیب نجیح
حررہ محمد عبد الرحمن لنا عفی عنہ
مورخہ ۳ رجمادی الثانی ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۱ رجون ۱۹۱۰ء

مولوی علی حسن صاحب کا دعوی نہایت ہی قوی و مضبوط ہے کیونکہ
انھون نے اپنے دعوی کو احادیث رسول کریم علیہ التحیۃ و التسلیم سے اپنے
رسالہ مین کما حقہ مدلل و مبرھن کیا ہے اس لیئے ان کا نقض بھی توی ہے
علاوہ برین مولوی عبدالوہاب صاحب نے جن جن حدیثون کو اپنے
دعوے پر استدلالاً پیش کئے ہین اولاً تو وہ بھی عین دلیل مولوی
علی حسن صاحب ہین کما ثبت فی رسالۃ ثانیاً بہتیری روایتین ایسی ہین خاصکر
بخاری شریف کی جن مین فی جلسۃ واحدۃ مذکور نہین دعوی کو دلیل سے
منطبق نہین رہی آیت قرانیہ سو آیہ کریمہ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ سے مولوی
عبدالوہاب صاحب نے جو ایقاع طلقات ثلثہ فی جلسۃ واحدۃ مراد لیا ہے
مجھے سخت تعجب ہے ان کے علم سے تفسیر بالراے اور شئے ہے ورنہ
کم از کم کاش اگر یہ ..... مین شریف مین اس کی تفسیر ملاحظہ کر لیے ہوتے
تو ایسا نہ لکھتے یہ آیہ ..... طلاق رجعی کے بارے مین واقع ہے ۔
چنانچہ اس معتبر تفسیر کی عبارت یون ہے الطلاق التطلیق الشرعی
مرتان تطلیقۃ ..... تطلیقۃ فی طھر بعد طھر فامساک
بمعروف بمراجعۃ و معاشرۃ حسنۃ او تسریح او تسریح باحسان
باحسان بالطلقۃ الثالثۃ او عدم المراجعۃ دیکھئے فی طہر بعد
طھر کی قید لگا کہ رہی ہے اور رجعت کا لفظ کیسا صریح ہے اب
رہا یہ امر کہ آن حضرت صلعم کے وقت و زمان خلافت ابوبکر رضی اللہ
عنہ مین جو کچھ ہوا یعنی ثلاث کو واحد قرار دینا وہ نیت تاکید پر

بچند وجہ اولاً یہ کہ مولف الاحقاق نے اجماع کی تعریف اصولی کے ساتھ اپنے دعوی کو منطبق نہین کیا ثانیاً یہ کہ خود مولف الاحقاق کی تحریرون سے و حسب نقول عبارات ... اس مسئلہ مین اختلاف بعض صحابہ و من بعدہم ثابت ہے پھر جب اختلاف ہی ہے تو اجماع کیسا اگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتفاق کو لیجئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین اسی پر اتفاق رہا کہ طلاق ثلثہ جلسہ واحدہ مین ایک ہی قرار دیا گیا پھر اسکو اجماع کیئے اور اجماع سابق اجماع لاحق کا رافع نہین ہوسکتا کما ہو مصرح فی کتب الاصول بہرحال جبکہ اجماع اس امر پر غیرمسلم رہا تو مابہ النزاع معًا اس کے رفع ہوکر مولوی ابوعبدالوہاب صاحب کا دعوی ثابت ہوگیا و ہذا ہو الانصاف رہی رائے جمہور سو یہ اجماع نہین بہتیرے مسائل شرعیہ مین اکابر سلف وخلف نے اپنی اپنی تحقیقات کے مطابق جماہیر کا خلاف کیا کتب دینیہ اس سے مالامال ہین رائے جمہور اور شئے ہے اور اجماع اور شئے۔ رائے جمہور از قیاسات ہے اور قیاسات فروعات ہین اور اجماع اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت قیاسات کے اصل ہین اور اصل فرع پر ہمیشہ مقدم ہوا کرتی ہے پس جبکہ اس اصل کو کہ آنحضرت صلعم نے اپنے زمانہ مین ایسا ہی کیا کہ طلاق ثلثہ فی جلسۃ واحدۃ کو ایک ہی قرار دیا و ہکذا ابوبکر رض تو اس پر قیاس یا قیاسات یعنی فرع یا فروعات کیونکر اور کس اصول سے مقدم ہون گے اصول ملحوظ رکھتے ہوئے بلاشبہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

اللهم انی اسألك التوفیق لما تحب وترضیٰ واستمنحك حاملاً لكل
باسمائك ودقائق لغمائك الباهرة الغراء واصلی واسلم علی سیدنا
محمد ن المؤید بالآیات المعجزات والبینات الباهرات وعلی آله وصحبه
خزنة اسراره وعلی عترته وانصاره وبعد فلله در المولف
اللبیب حیث اتی بشئ عجیب وافضم المخالف المرتاب بسوط الجواب
المستطاب ودلائله ساطعة کالشمس فی الضحیٰ وبراهینه
لامعة کالقمر فی الدجیٰ لا برح بحر علمه زاخرا وسحاب فهمه
ماطرا-

وانا ابو الیمان محمد سلیمان الاعظمی المئوی

۲۰ رجمادی الآخرہ سنہ ۱۳۲۸ھ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی اسس بنیان دینه المتین- وانزل الفرقان لنعلم
مسائله بالحق والیقین- وشرع لنا شرائع الاسلام واحکم امر دیننا من الحلال
والحرام غایة الاحکام- وهو احکم الحاکمین وجعل العلماء العاملین ورثة
الانبیاء ورفع مقامهم فی اعلیٰ علیین- ووفقهم بعنایته فقاموا فی خدمة کتابه
فبینوا احکامه وکشفوا اسراره واوضحوا حقائقه للناس اجمعین والصلوٰة
مع السلام علی من قنن قوانین الشرع لنعمل بها فی کل حین فمن
اطاعه اطاع الله ونجی- ومن عصاه وتولی فقد ستا که

طلاق کے تھا نہ حکم شرع شریف پر واللہ جن لوگون نے ایسا سمجھ رکھا ہے چاند پر خاک ڈالا ہے کیونکہ یہ ایک قیاس ہے بالکل خلاف اپنے اصل کے کیونکہ اصل یہ ہے کہ خود آیت قرآنیہ ہے۔ فطلقوھن لعدتھن اور مسلم شریف مین اس کے بارے مین بالتفصیل رجعیہ کا بیان ہے سوا اہل علم پر پوشیدہ نہین اس لیئے انسب ہے کہ مولوی عبد الوہاب صاحب ایک رسالہ اسباب مین لکھین کیونکہ بعد جواب لکھنے مولوی علی حسن صاحب کے یہ رسالہ کام کا نہین رہا ہر طرح سے مجروح و منقوض ہو گیا باقی رہا نفس مسئلہ اس خصوص مین کیا ہے اس کی تحقیق مین علیحدہ ایک مستقل مختصر جامع رسالہ لکھونگا انشاء اللہ تعالےٰ کہ ایقاع طلاق ثلثہ فی جلسہ واحدۃ ثلثہ کیسے ہوتا ہے اور واحدہ کیسے ہوتا ہے۔ آخر مین اتنا لکھنا مجکو بہت پر ضرور ہے کہ مولوی علی حسن صاحب کی تحریر از روے دلائل شرعیہ کے اصولاً کہین جید و اقوی ہے بہ نسبت رسالہ الاحقاق کے واللہ اعلم

حررہ العبد محمد مسلم عفی عنہ اللہ الغفور العظیم آبادی ۱۳۰۳ھ
مدرس اول جماعت عربیہ مدرسہ انگریزیہ گورنمنٹ
ایڈیڈ ہائی اسکول دانا پور ضلع پٹنہ

الابتراع منه واحداث - الاوان النزاع فى هذه المسئلة
ابت من عهد الصحابة الى يومنا هذا - مذكور ومزبور
فى الصحف العلى - والحق ما استقر فى الامة النبوية والصديقية
والثلث سنين من الخلافة الفاروقية - والاحاديث الصحيحة
القاطعة دالة عليه بدلالة قوية - فالخلاف خلاف - والانصاف
والحسرة كل الحسرة عليه انه كيف فسر القرآن برائه مع
خلاف السياق والسباق - حال كونه مدعيا مشهورا فى
العلوم بامثالها على الاطلاق فعمى واعمى - وصمى واصم وركب
متن العميا وخبط خبط العشواء وكتب التفاسير القديمة والحديثة
موجودة فى هذا الزمان -
فلينظر فيها تفسير قوله تعالى الطلاق مرتان - وليندم
فى نفسه ولا يتبختر فى قصبه - ولله در المولف لافض
فوه حيث اتى بشئ عجاب - اجاد بما اراد واجاب فقرامنا

ے

لله دركم يا آل ياسينا
يا انجم الحق اعلام الهدى فينا

حرره الراجى رحمة ربه القوى - ابو النعمان الاعظم الكوى حفظه الله
تعالى من كل غبى وغوى

٢٠ - جمادى الثانيه يوم الثلاثاء سنه ١٣٢٨ھ

دعوى ووقع فى الخسران المبين وعلى آله واصحابه
الاصدقاء الاكرمين عند الله رب العالمين آمين ثم آمين
وبعد فانى وقفت فى هذا الحين على رسالة محلاة
بجواهر الدلائل والبراهين ومحتوية الحاجى فى الله ذى المنن
الفاضل الماهر بكل فن المولوى السيد على حسن حفظه الله
عز وجل وحماه من كل مكر وللو وجدل وقد سماها باطفاء
الشقاق لمولف الاحقاق فى مسئلة الطلاق فسرحت النظر
فى رياضها وامعنت فى مقاصدها واغراضها
فوجدتها حجة نيرة واضحة المكنون وآية بينة لقوم
يعقلون ومحتوية على تحقيقات انيقة كافية لاوهام
المقلدين المتعصبين ولتقريرات رشيقة شافية
لاثبات ماهو الحق المبين ولعمرى انها جنة تجرى تحت رياضها
الانهار من ماء معين بل من لبن خالص سائغ [illegible]
للشاربين فيها حور العينات كانهن الياقوت [illegible]
والمرجان نفع الله بها سائر [illegible] الاسلام والايمان
والعجب من صاحب الاحقاق انه كيف تجاسر الى هذا الخرق
والشقاق وكيف انكر النصوص القطعية والبراهين اليقينية
فى مسئلة الطلاق وليت شعرى الا ان الصحابة والتابعين
بالاتفاق قد اجمعوا قاطبة على وقوع الثلاث هل هذا

قطعہ تاریخ تالیف رسالہ ہذا

منہ

کیا خوب لکھا علی حسن نے — جو عالم دین با عمل ہے
تحقیق سے ہر کلام پر ہے — بیشک یہ رسالہ بے بدل ہے
ہر صفحہ ہے اس کا لوح محفوظ — ہر کلمہ کلمہ لم یزل ہے
کیا دے سکیگا جواب اس کا — جو بر سر راہ پر دغل ہے
احقاق وہ منطقی رسالہ — ردی ہے خراب ہے دغل ہے
احقاق سے اوسکو کیا سروکار — جو رات دن مبتلا جدل ہے
اسکا بھی بھلا ہے کچھ ٹھکانا — جو سالک مسلک جہل ہے
جانے دو عتیق لکھو تاریخ — سن عیسوی کو جو آجکل ہے
آزاد کے دل سے اسکو پوچھو — اظہار شقاق بر محل ہے

سنہ ۱۹۱۰ عیسوی

قطعۂ تاریخ تالیف رسالہ ہذا

منہ

کیا خوب لکھا علی حسن نے　　جو عالم دین باعمل ہے
تحقیق سے ہر کلام پُر ہے　　بیشک یہ رسالہ بے بدل ہے
ہر صفحہ ہے اس کا لوح محفوظ　　ہر کلمۂ کلمہ لم یزل ہے
کیا دے سکیگا جواب اس کا　　جو بر سرِ راہ پر دغل ہے
احقاق وہ منطقی رسالہ　　ردّی ہے خراب ہے دغل ہے
احقاق سے اوسکو کیا سروکار　　جو رات دن مبتلا جدل ہے
اسکا بھی بھلا ہے کچھ ٹھکانا　　جو سالک مسلک جہل ہے
جانے دو عتیق لکھو تاریخ　　سن عیسوی کو جو آجکل ہے
آزاد کے دل سے اسکو پوچھو　　اظہار شقاق بر محل ہے

سنہ ۱۹۱۰ عیسوی